راز دان راز

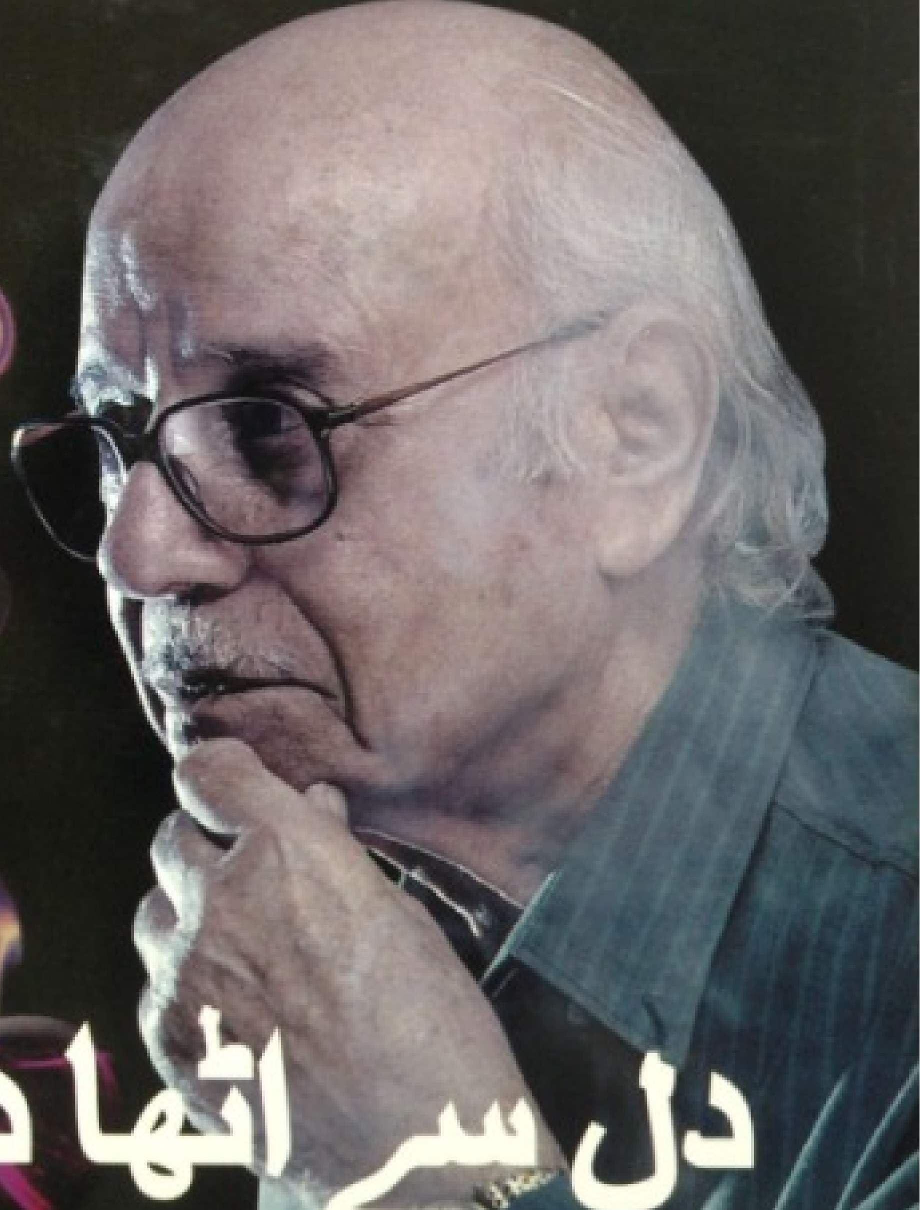

اردو چینل
www.urduchannel.in

دل سے اٹھا دھواں

دل سے اُٹھا دُھواں

(شعری مجموعہ)

راز دان راز

زیرِ اہتمام:

تکمیل پبلی کیشنز ممبئی / بھیونڈی

9324218323 / 9823533230

© جملہ حقوق بہ حق شاعر محفوظ

نام کتاب : دل سے اُٹھا دھواں

موضوع : شاعری

شاعر : ہری کرشن رازدان راز

پتہ : 1203/4 ہائی لینڈ پارک' لوکھنڈ والا' اندھیری (ایسٹ)' ممبئی 58

اشاعت اول : مارچ ۲۰۰۹ء

قیمت : ۱۵۰ روپے

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : ابوسفیان مالیگانوی موبائیل : 9272444550

سرورق : ہیپر پرنٹ سروسز

اہتمام : مظہر سلیم

ناشر : تکمیل پبلی کیشنز ممبئی / بھیونڈی

مطبع : ادبی پرنٹنگ پریس ممبئی

کتاب ملنے کے پتے

☆ تکمیل' کوٹور ٹیچرس کالونی' شانتی نگر نزد واٹر ٹینک' بھیونڈی تھانے۔ 421304

☆ تکمیل، گورو اپارٹمنٹ، C/A/5 ہولی کراس روڈ، آئی سی کالونی، بوریولی (ویسٹ)، ممبئی 103

☆ سیفی بک ایجنسی، امین بلڈنگ، ابراہیم رحمت اللہ روڈ، ممبئی 400003

☆ کتاب دار، (بک سیلرس اینڈ پبلشر) جلال منزل، ٹیمکر اسٹریٹ، نزد جے جے اسپتال، ممبئی ۸

☆ سویرا بک ڈپو محمد علی روڈ' مالیگاؤں 423203

☆ اطفال بک ڈپو محمد علی روڈ' مالیگاؤں 423203

☆ ادب نامہ 303 کلاسیک پلازہ' تین بتی' بھیونڈی۔ 421 302

☆ صالحہ بک ٹریڈرس، مومن پورہ، ناگپور۔

☆ 49/11، ایل آئی جی کالونی، ونوبا بھاوے نگر، کرلا (ویسٹ)، ممبئی 70

Dil Se Utha Dhuwan

Poetry by

Razdan Raaz

Takmeel Publications Mumbai

یقین کیسے دلاؤں کہ میں نہیں رویا
دھواں جو دل سے اُٹھا آنکھ میں گیا ہو گا

• انتساب

ہر ایسے شخص کے نام
جس نے مجھے اور میری شاعری
کو برداشت کیا۔

• رازدان رازؔ

فہرست

- دل سے اُٹھا دھواں' اور رازدان راز — نقش لائل پوری — 12
- ایک تاثر — ممتاز راشد — 14
- رازدان راز کے "دل سے اُٹھا دھواں" — ابراہیم اشک — 16
- اعتراف — رازدان راز — 18
- سائی بھجن — 19

غزلیں

- وفا جو کی بھی تو آخر وفا سے کیا ہوگا — 20
- تو بلائے گا سنور جائیں گے ہم — 21
- اِک اشارہ تو کوئی چاہیے جینے کے لیے — 22
- نہ وہ مندر کے اندر ہے نہ وہ مسجد کے بھیتر ہے — 23
- نہ تم ہی دنیا کی باتوں میں آ کے رک جاتیں — 24
- اب دل کی بھی باتوں میں صداقت نہیں لگتی — 25
- کچھ یادوں کے دیپ جلا کر بیٹھا ہوں میں راہوں میں — 26
- سچائی نہیں ہے' کہیں ایمان نہیں ہے — 27
- درد دیتے ہیں جو ہم ان کو دعا دیتے ہیں — 28
- تو چاہتا تھا جیسا بنیں ہم ویسا سپنا دے دیتا — 29
- عشق اک بار ہی ہوتا ہے' بار بار نہیں — 30
- اب وہ دشمن ہے تو وہ یار کبھی تھا ہی نہیں — 31
- سب سے ایک رشتہ ہے میرا' پر کوئی میرا نہیں — 32
- میری قسمت تو کئی دن سے خفا تھی مجھ سے — 33

- کون آتا ہے' کون جاتا ہے 34
- رنج والم کی حد سے کب کا گذر چکا ہوں 35
- بن بنائے جو بنی کتنی حسین بات ہے یہ 36
- بے وفائی بھلا محبوب کی فطرت کیوں ہے 37
- تمہارا وقتِ رخصت کا وہ لمحہ یاد جب آیا 38
- یاد جب آئے کسی کی تو کیا کیا جائے 39
- دل جو روتا ہے تو روتا ہے' اسے کیا کہیے 40
- بہت گھنا لگتا ہے مجھ کو آج اندھیرا 41
- مجھ کو ہر بار لگا جیسے پھر بہار آئی 42
- دل سے میں ہار کے یوں اس کو سزا دیتا ہوں 43
- جو نہیں اس نے کہا' یاد آ گیا 44
- موسم نے پھر لی انگڑائی' یاد مجھے جب آئے تم 45
- مکان ملتا ہے دولت سے' گھر نہیں ملتا 46
- آئے بھی تو دیر سے آئے ہو تم 47
- نہ بانٹتا ہی میرا دکھ' نہ وہ دوا دیتا 48
- سو گلے شکوے ہیں لیکن وہ ہمارے ہیں تو ہیں 49
- دیکھ چکا ہوں ایسا بھی میں ایک زمانہ 50
- بہت سوچا' پر نہیں سمجھا کہ کیا ہے زندگی 51
- جب وہ کرتے ہیں جفا' دو رو یہ گھٹتا کیوں ہے 52
- ہوش بھی جیسے میرا کھو رہا ہے' شام کے وقت 53
- یاد دلاتے ہو کیا مجھ کو' کچھ بھی نہیں میں بھولا ہوں 54
- بھیڑ ہو چاہے کتنی بھی' تنہا تنہا سا رہتا ہوں 55
- پیڑ پودے' پنچھی' مچھلی' جانور...... 56
- تم کیا ہو' کیسی ہو' تم کو کیا معلوم 57

- قرض کیسا تھا' کیوں ادا نہ ہوا 58
- تم جب آتے ہو میری جان میں جان آتی ہے 59
- جس کو دیکھوں کوئی نہیں خوش' سب روتے ہیں 60
- تو کیا میں ہوں' میں کیا تو ہے 61
- عشق کی بے بسی کو کیا کہیے 62
- تم جو مجھ سے نظر چراؤ گے 63
- میں نے کوششیں تو ہزار کیں' جو میں چاہتا تھا ملا نہیں 64
- درد ہے غم ہے' کیا مصیبت ہے 65
- ان کو جب بھی گلے لگاتے ہیں 66
- کیوں ڈرتے ہو کل کیا ہوگا 67
- رات بھر بھرتے ہیں آہیں سرد' نیند آتی نہیں 68
- ایک آہوں کا سلسلہ جیسے 69
- بشر اکثر گئے گزرے زمانے ڈھونڈتا ہے 70
- کوئی جیتا ہے کسی کے لیے نہ مرتا ہے 71
- برسوں گزر گئے ہیں مگر کل کی بات ہے 72
- کسی مقام پہ قائم کوئی خوشی نہ رہی 73
- کوئی غیروں سے پھر گلہ نہ رہا 74
- جو شروع ہو گئی' ختم بھی ہو گی 75
- جو سنورے بہت تو مٹا دے گی دنیا 76
- جو راستہ میں چلا وہ نہ کہیں بھی نکلا 77
- بیٹھے بیٹھے بس یوں ہی بھر آتا ہے 78
- کیسے کس کو کب جانا ہے' کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے 79
- منزل سب کو مل سکتی ہے' اگر سچا ساتھی مل جائے 80
- دل جو روشن تھا اُسے خود بجھا کے بیٹھا ہوں 81

- خواب ایسا دکھا گیا کوئی 82
- ہوئے ہیں آج جو ہم بے صدا سے 83
- جو دیکھو اپنا لگتا ہے لیکن اپنا کوئی نہیں 84
- زندگی آج پھر سے جی جائے 85
- زمانے میں کوئی کسی کا نہیں ہے 86
- پیمبر جو بھی آیا وہ یہیں پیدا ہوا کیسے 87
- پتہ نہیں کچھ اس دنیا میں کیسے یہاں کب کیا ہو جائے 88
- یہ دل اب جلتے جلتے بجھ گیا ہے 89
- اٹھتی ہے گرتی ہے جا کر ساحل سے ٹکراتی ہے 90
- زندگی جب چلی سوچتے سوچتے 91
- سوچتے ہیں کہ اب وفا نہ کریں 92
- بنا کر تو مجھے میرے خدا خوش تو ہوا ہو گا۔ 93
- خوشی جو لوٹی تھی باہر وہ گھر نہیں آئی 94
- اتفاقاً زیست نے پایا ہمیں 95
- اشک آنکھوں تک تو آیا تھا اسے کیا ہو گیا 96
- غم فردا بھی نہیں ہے غم دوراں بھی نہیں 97
- آنکھ میں کوئی تو ندی ہوگی 98
- زخم دل کے تیرے غم کی شراب سے دھوئے 99
- کئی پیار دے کے بدل گئے کئی لے کے پیار بدل گئے 100
- داغ آنچل سے غریبی کے چھڑائیں کیسے 101
- نہ پھر بہار میں پہلی سی دلکشی ہوگی 102
- زندگی سے مل گیا بھی کچھ تو کیا مل جائے گا 103
- میں گیا تو کیا کسی کا جائے گا 104
- ہر خوشی پر وقت کی پرچھائیاں پڑ جائیں گی 105

- وہ کھیلتا ہی رہا اور میں بے صدا ہی رہا 106
- کوئی آواز نہ دل میں ہے، نہ باہر کوئی 107
- اب تیرے شہر بھی آئے تو گزر جائیں گے 108
- روز چہرہ بدل کے ملتی ہے 109
- نہ تو اس کا، نہ کچھ میرا جاتا 110
- غم کا مجھ کو پتہ نہیں ہوتا 111
- میں تار تار ہوں کیسے مجھے قرار ملے 112
- جو آئے لوٹنے ہم کو وہ کچھ لٹا کے گئے 113
- وہ دل جو ڈھونڈ رہے ہیں کہیں نہیں ملتا 114
- سب کو جانچا، سب کو پرکھا، خود کو پرکھنا بھول گیا 115
- یوں کوئی لمحہ بھی دل میں اتر جاتا ہے 116
- پاؤں کے یہ چھالے نہیں پھوٹیں گے وہاں تک 117
- ایک درد دل تھما سا ہے، نکلا نہیں ہے وہ 118
- پتہ ہی اب نہیں کیا کر رہا ہوں 119
- بس یہ دیکھنے کو جہاں آباد ہے 120
- میں سب کو کچھ نہ کچھ سمجھا رہا ہوں 121
- چاہ میں جینے کی ہم مرتے رہے 122
- غم سے پردہ ہٹا دیا آخر 123
- جو دنیا ہم ڈھونڈ رہے تھے، وہ دنیا بھی مل جائے گی 124
- تمہیں ہے یا کہ نہیں، مجھ سے پیار، کچھ تو کہو 125
- ڈوبے نہیں تو کیا ابھرو گے 126
- کہیں کھو گئے تم، کہیں کھو گئے ہم، کرے کون اب ٹوٹے رشتوں کا ماتم 127
- میری کوششوں سے نہ کچھ ہوا، چلا عمر بھر یہی سلسلہ 128
- ہو گئے ہم کیوں جدا، اب کیا کہیں، جانے بھی دو 129

- تیری تصویر سے باتیں ہوئی ہیں 130
- روز وہ جو دل میں آتے تھے اب آتے ہی نہیں 131
- روٹھتی ہے کوئی تقدیر جب زمانے میں 132
- یاد آتی بھی ہے تیری تو بھلا دیتا ہوں 133
- عشق تو عکس خدا ہوتا ہے 134
- یاد آئے تو کیا کیا جائے 135
- کیا کہیں ہم جہاں میں کیا دیکھا 136
- کرو کچھ بھی کوئی سمجھتا نہیں کچھ 137
- تیری طرح صدا دے کر یہ پھر کس نے پکارا ہے 138
- ترک رشتہ ہو گیا پر یاد تو کرنا پڑا 139
- بات کرتے ہو وفا کی مگر وفا کیا ہے 140
- میرے دل بتا تجھے کیا کہوں مجھے خود ہی اپنی خبر نہیں 141
- مجھے لگا کہ میرے ساتھ ہے کوئی سایہ 142
- جب خوشی ملتی ہے دل کیوں میرا گھبراتا ہے 143
- جسے ہم پھول دیتے ہیں وہ پتھر لے کے آتا ہے 144
- میں نے سوچا بھی نہیں کچھ، کبھی مانگا بھی نہیں 145
- وہ جو دل کہ جس میں غزل ہوئی، کبھی دل وہ تمہارا نہیں 146
- مجھے کیا خبر ہو جہان کی، مجھے خود ہی اپنی خبر نہیں 147
- اندھیرا ذہن کا آخر کوئی مٹا تو گیا 148
- ہاتھ سے جب کوئی پھسلی ہے خوشی 149
- موت کا درد ایک لمحہ ہے 150
- غموں کی بھیڑ سے ہنس ہنس کے گزر جاتا ہوں 151
- جب بھی وہ مہ جبیں نہیں آتا 152
- محبت زندگی کی ابتداء ہے 153

- یہ محبت کی مجھے انجاسی لگتی ہے 154
- اپنا آپ گنواتا ہے جو کیا سے کیا بن جاتا ہے 155
- نام کو اچھی مگر ناکام ہے یہ زندگی 156
- کبھی گزری ہے غم بن کر، کبھی بن کر خوشی گزری 157
- سب فرشتے تھے جہاں میں، پارسا کوئی نہ تھا۔ 158
- اشک آنکھوں میں نہ جانے کہاں سے آتے ہیں 159
- اب دلوں کا ہی بھروسہ ہے کہاں 160
- تیری یادوں کی محفل سجاتے رہے 161
- کیا کہیں، کیسے تجھے یاد کیا کرتے ہیں 162
- دوستو میری قسم ہرگز نہ رونا میرے بعد 163
- قطعات 164
- متفرق اشعار 181

☆☆☆

”دل سے اُٹھا دھواں“ اور راز دان ”رازؔ“

راز دان صاحب پر خلوص انسان اور کامیاب تاجر ہیں۔ انسان کو کسی بھی شعبے میں کامیابی بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتی۔ ان کی کامیابی سے محنت جھانکتی دکھائی دیتی ہے۔ یہ اتنے ملنسار ہیں کہ جو شخص ایک بار ان سے مل لیتا ہے بار بار ملنا چاہتا ہے۔

ان کی پیدائش کشمیر میں ہوئی۔ کشمیری پنڈت ہونے کے باعث یہ اُردو زبان لکھنا پڑھنا بخوبی جانتے ہیں۔ چند اردو داں دوستوں کی صحبت ملی تو شعر و ادب میں دلچسپی لینے لگے۔ پہلے شعر سمجھنے کا شعور پیدا ہوا پھر شعر کہنے کا جذبہ بیدار ہوا۔ اِکا دُکا شعر کہنے کے بعد غزلیں ہونے لگیں۔ ان غزلوں کو گھر کی نشستوں میں سنا کر دوستوں کو چونکایا۔ مشاعروں میں پڑھ کر داد حاصل کی۔ دن بہ دن ان کی مقبولیت بڑھتی گئی۔ فنکار ان کی غزلیں محفلوں میں گا کر فخر محسوس کرنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کا پہلا شعری مجموعہ ”ہر لمحہ اور“ منظر عام پر آگیا۔ اپنی پہلی کاوش سے ہی بہ حیثیت شاعر انہوں نے اپنی الگ پہچان بنالی۔

پہلے مجموعہ کے تین سال بعد ان کا نیا اور دوسرا مجموعۂ کلام ”دل سے اٹھا دھواں“ چھپ کر تیار ہے۔ یہ بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش ہوگا۔ اس مجموعۂ کلام سے میں کچھ شعر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جن کو پڑھ کر آپ راز دان صاحب کی شاعرانہ صلاحیت کے قائل ہو جائیں گے۔

تو بلائے گا سنور جائیں گے ہم
کون کہتا ہے کہ مر جائیں گے ہم
عمر بھر یہ وقت گزرا ہے پر اب
وقت ٹھہرے گا گزر جائیں گے ہم

ہے جرح جس نے کیا جس کے گناہ اپنا قبول
وہ سمجھ لو کہ گناہ گار بھی تھا ہی نہیں

ہے اپنے اپنے ہی مقصد کی جستجو سب کو
رازؔ بے لوث تو کوئی بشر نہیں ملتا

کوئی کتنا بھی ہو بڑا لیکن
اپنے قد سے بڑا نہیں ہوتا

ہر خوشی کی کوکھ میں پلتا ہے غم
غم خوشی کی ناخلف اولاد ہے

ایک ہی گھر میں رہے پر دل کے در کھولے نہیں
کیوں رہا یہ فاصلہ اب کیا کہیں جانے بھی دو

بہت سوچ کر اس نتیجے پہ پہنچے
بہت سوچنے سے بدلتا نہیں کچھ

دیا جلائے باتی کو، باتی تیل جلائے
تیل ختم ہو جائے تو باتی بھی جل جائے

''دل سے اٹھا دھواں'' میں غزلیں اور قطعات شامل ہیں۔ ''رازدان'' صاحب کی طبیعت کا جھکاؤ غزل کی طرف زیادہ ہے۔ ان کے کلام میں نغمگی اور سلاست بھی ہے۔ رازدان صاحب نے زندگی کو بغور پڑھا ہے زندگی کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو اُسے بسر کرتے ہیں۔ ان کی نظر پورے ماحول پر رہتی ہے یہ ماحول کی گھٹن کا اظہار ہی نہیں کرتے اُسے محسوس بھی کرتے ہیں۔

میری دعا ہے رازدان صاحب اسی شدت سے شعر کہتے رہیں اور ''دل سے اٹھا دھواں'' سے بھی زیادہ خوب صورت شعری مجموعے اُردو ادب کو دیتے رہیں۔

● نقش لائل پوری
ممبئی

● ایک تاثر

حضرت جوش ملیح آبادی مرحوم کا ایک بہت مشہور شعر ہے

بہت جی خوش ہوا اے ہم نشیں کل جوش سے مل کر
ابھی اگلی شرافت کے نمونے پائے جاتے ہیں

میرے حبیب مکرم ہری کرشن رازداں صاحب جوش صاحب کے اس شعر کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ بے حد نفیس، ملنسار اور وضعدار شخصیت کے حامل رازدان صاحب ایک انتہائی کامیاب بزنس مین بھی ہیں اور اس کے ساتھ ہی خدا نے انھیں تخلیق شعر کی دولت سے بھی جی بھر کے نوازا ہے۔ اس وقت موضوع گفتگو رازداں صاحب کی شاعری ہے۔

میرے لیے کبھی ان باتوں کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں رہی ہے کہ کس شاعر کا تعلق ترقی پسندی سے ہے۔ کس کا جھکاؤ جدیدیت کی طرف ہے اور کس کا رشتہ مابعد جدیدیت سے ہے۔ ان میں سے کوئی تحریک یا رجحان فن کو پرکھنے کا کوئی حتمی پیمانہ نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ صرف ادبی رویوں کی سمت و رفتار کا اشاریہ ہیں۔ کسی فنکار کی اصل شناخت اس کا فن ٹھہرتا ہے۔ کسی تحریک یا رجحان سے اس کی وابستگی نہیں۔

آج ہمارا ادبی منظر نامہ قریب قریب انھیں رویوں اور رجحانات کے دائرے کا اسیر ہو کر رہ گیا ہے۔ ایسے ماحول میں کوئی ایسی آواز کوئی ایسا شعر سنائی دے جو فن اور فنکار کی ذہنی آرائشوں سے پاک ہو تو ایک طمانیت اور حیرت انگیز خوشی کا احساس ہوتا ہے۔

رازدان صاحب کے اشعار بار بار اس حیرت آمیز مسرت کا احساس دلاتے ہیں

ٹیس اٹھتی ہے تو لگتا ہے کہ زندہ ہوں ابھی
درد رکنے سے طبیعت مری گھبراتی ہے

میں ایسی راہ پہ ہوں جو کہیں نہیں جاتی
چراغ کس کے لیے پھر جلائے بیٹھا ہوں

میں سب کو کچھ نہ کچھ سمجھا رہا ہوں
مگر میں خود الجھتا جا رہا ہوں

عشق ایک احساس ہے رشتہ نہیں
جتنا باندھو گے بکھرتا جائے گا

رازداں صاحب کے مندرجہ بالا اشعار آج کے حالات میں زندگی جینے کا قرینہ بھی ہیں اور زندگی جی رہے انسان کا آئینہ بھی ہیں اب یہ اشعار بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ان اشعار میں بھی کوئی بھاری بھرکم فلسفہ نہیں۔ کوئی مخصوص ازم یا رجحان نہیں لیکن ان اشعار میں زندگی ہے۔ جیتی جاگتی حرکت وتوانائی سے بھرپور زندگی۔

روز چہرہ بدل کے ملتی ہے
پر کہاں زندگی بدلتی ہے

تم سے مل کے میں نے سوچا زندگی مل جائے گی
زندگی سے کیا ملے گا یہ مگر سوچا نہیں

چار دن کی زندگی اور راستہ اتنا طویل
چار دن جینے کی خاطر عمر بھر چلنا پڑا

مجھے علم نہیں کہ رازداں صاحب کو زندگی سے کیا ملا؟ اور کتنا ملا؟ لیکن اگر اتنے خوبصورت اشعار کی دولت انھیں مل گئی تو میرے خیال میں یہ گھاٹے کا سودا ہرگز نہیں ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں "دل زندہ" کی ترکیب بار بار استعمال کی ہے۔ رازداں صاحب کی شاعری کا مجموعی تاثر علامہ اقبال کے اسی "دل زندہ" کی روشن دھڑکنوں کی ایک خوبصورت اور بیش قیمت مثال ہے۔

● ممتاز راشد
ممبئی

● رازدان ''راز'' کے ''دل سے اُٹھا دھواں''

رازدان رازؔ سے میری دوستی صرف اور صرف شاعری کی وجہ سے ہے۔ وہ شاعر نواز پہلے ہیں اور شاعر بعد میں اور ایسی طبیعت خدا ہر کسی کو نہیں دیتا۔ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بیس پچیس الٹی سیدھی غزلیں کہہ کر لوگ 'میر' اور 'غالب' سے بڑے شاعر ہونے کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔

رازدان رازؔ کا پہلا شعری مجموعہ 'ہر لمحہ' اور 'تھا' اور اب دوسرا مجموعہ 'دل سے اُٹھا دھواں' منظر عام پر آ رہا ہے اور اس کے لیے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں لیکن ان کی انکساری دیکھیے کہ اب تک انہیں اس بات کا گمان تک نہیں ہوا ہے کہ وہ شاعر ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ان کے یہاں کئی ایسے چونکا دینے والے اشعار مل جائیں گے جو اپنے آپ کو شاعر کہنے کا دعویٰ کرنے والے شاعروں کے یہاں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل پاتے ہیں۔ اس کے ثبوت کے لیے ان کے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

کوئی تقدیر اگر بگڑی ہے
کوئی تقدیر بن گئی ہو گی

روز ایک الجھن نئی الجھا گئی
پھر اسی الجھن نے سلجھایا ہمیں

کھل اٹھا ہے بہار کا موسم
کھل کے انگڑائی اس نے لی ہو گی

یہ تمام اشعار ایسے ہیں جن میں رومانی واردات کی خوش رنگ اور دلفریب فضا صاف طور سے محسوس کی جا سکتی ہے۔ دراصل ہری کشن رازدان اپنے نام ہی کی طرح عاشق جانباز اور رند بلانوش ثابت ہوئے ہیں۔ وہ اتنے جذباتی ہیں کہ آبگینے کی طرح ذرا سی ٹھیس لگتے ہی بکھر جاتے ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی بات کو وہ بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ ان کا یہ شعر دیکھیں

جب بھی بکتے ہیں کچھ غریب بدن

کوئی سودا کھرا نہیں ہوتا

ان کے آس پاس محبت کی جو کائنات ہے اس میں سماج کا ایک ایسا منظر نامہ بھی ہے جس کی کڑواہٹیں ذہن و دل کو تڑپنے کے لیے مجبور کر دیتی ہیں۔ راز دان راز کی شاعری تلسی داس کی طرح 'سوانت سکھائے' ہے لیکن اس کی وسعت ذات سے کائنات تک پھیلتی چلی جاتی ہے۔ ان کے دل سے جو دھواں اٹھتا ہے وہ سارے عالم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ میں انہیں دل سے مبارک باد دیتا ہوں۔

● ابراہیم اشک

ممبئی

● اعتراف

اپنے بارے میں کیا کہوں میں دوست
خود کو ہی میں کبھی اچھا نہ لگا

جس شخص کو اپنے ہی اندر، اپنی کمزوریوں کا خود احساس ہو جائے اسے دنیا کچھ بھی سمجھے، کتنا بھی مانے لیکن وہ شخص سب سے خوش ہو کر بھی خود سے کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ جو لوگ دوسروں میں ان کی کمزوریاں ڈھونڈتے رہتے ہیں اور اپنی کمزوریوں کو نظر انداز کر سکتے ہیں وہ کتنے خوش نصیب ہیں، کس قدر خوش رہتے ہیں ایسے لوگ۔ خدا نے جس کو جتنا غم دینا ہے اس کا ذہن بھی ویسا ہی بنا دیتا ہے اور غموں کو سہنے کی اتنی ہی توفیق بھی عطا کر دیتا ہے۔ کچھ دوست بھی دے دیتا ہے۔ جن کی وقتِ ضرورت مدد لی جا سکے۔ ایسے ہی کچھ دوست زندگی میں ملے۔ جن کی مستقل رفاقت سے زندگی آسان ہو گئی۔ میں اپنے ہم ذوق دوست جگدیش جی کا مشکور ہوں جس نے ہمیشہ صحیح صلاح دی۔ یہ مجموعہ بھی اُسی کے اصرار کا نتیجہ ہے۔

میں شکر گزار ہوں اُن عظیم شخصیتوں کا جن کی صحبت نے مجھے یہ شعری مجموعہ تخلیق کرنے کے قابل بنایا۔ ان میں اہم نام ہے جناب نقش لائل پوری، جناب ممتاز راشد، جناب طرز لکھنوی اور خاص طور سے جناب ابراہیم اشک صاحب۔ اچھے شاعروں کو سننا، ان کے ساتھ بیٹھنا میری خوش نصیبی رہی ہے۔ میں ان ہستیوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ صاحبان نے اپنا بیش قیمت وقت مجھے دیا جس کی ترجمانی اس مجموعے میں ہے۔

● رازدان راز

سائی بھجن

من میں ہمارے شردھا اور وشواس جگاؤ
سائیں بابا ہم کو اپنے پاس بلاؤ
گزر رہے ہیں ہم ایک جنگل کی راہوں سے
بھٹک نہ جائیں ، ہم کو سیدھی راہ دکھاؤ
روز غموں کے چھالے پڑ جاتے ہیں دل پہ
کوئی چھالا پھوٹ نہ جائے ، ہمیں بچاؤ
شرن میں آپ کی بابا ، کتنا چین سکوں ہے
اپنے چرن میں ہم کو تھوڑی دیر بٹھاؤ
کچھ بھی نہ سمجھے ، کچھ نہ کیا ، کچھ بھی نہ جانا
آکر دل میں اس ویاکل من کو سمجھاؤ
کٹھن بڑا جیون ہے ، اور کمزور بہت ہم
بھکتی کی ہم کو بابا شکتی دلواؤ
سونی راہ میں 'راز' گرے ہیں ٹھوکر کھا کر
اپنے ہاتھوں سے آکر اب ہمیں اٹھاؤ

•

وفا جو کی بھی تو آخر وفا سے کیا ہو گا
ضبط کر لے گا کوئی دل، کوئی فنا ہو گا

لکیریں ہاتھوں کی پڑھ لو، مگر خیال رہے
مقدروں میں بھی سب کچھ نہیں لکھا ہو گا

دکھے بھی رنگِ وفا کیسے کسی دامن پر
وہ ایسا رنگ ہے، اشکوں نے جو رنگا ہو گا

دغا کہیں یا اسے دوست کی رنجش سمجھیں
صحیح، غلط کا یہاں کیسے فیصلہ ہو گا

جو چھوڑ جائے بھی کوئی، تو اس کو جانے دو
ہمارا جو نہ ہوا، کیا وہ غیر کا ہو گا

اشک یادوں کو جلانے کا نتیجہ ہے رازؔ
اٹھا جو دل سے دھواں، آنکھ میں گیا ہو گا

●

تو بلائے گا سنور جائیں گے ہم
کون کہتا ہے کہ مر جائیں گے ہم

زندگی بھر ہم اندھیروں میں چھپے
روشنی میں اب بکھر جائیں گے ہم

دوستی کے سب نتیجے مل گئے
پائیں گے دشمن جدھر جائیں گے ہم

جو ستاتے تھے قفس میں رات دن
رو رہے ہیں اب کے گھر جائیں گے ہم

کچھ نہ دے پائے تو یہ جاں ہی سہی
تیری خاطر کچھ تو کر جائیں گے ہم

مت پلا ساقی ہمیں آبِ حیات
مر نہ پائے تو کدھر جائیں گے ہم

عمر بھر یہ وقت گزرا ہے پر اب
وقت ٹھہرے گا گزر جائیں گے ہم

زندگی کے رنگ تو پھیکے تھے 'راز'
موت میں کچھ رنگ بھر جائیں گے ہم

●

اک اشارہ تو کوئی چاہیے جینے کے لیے
غم تمہارا تو کوئی چاہیے جینے کے لیے

اب محبت تو کسی سے بھی نہ ہو پائے گی
پر سہارا تو کوئی چاہیے جینے کے لیے

بیچ دریا کے میں طوفانوں سے لڑ سکتا ہوں
پر کنارا تو کوئی چاہیے جینے کے لیے

چاندنی اپنے مقدر میں نہیں ہے' مانا
ایک ستارا تو کوئی چاہیے جینے کے لیے

غم خدا نے جو دیئے راز وہ سر آنکھوں پر
غم کا چارا تو کوئی چاہیے جینے کے لیے

●

نہ وہ مندر کے اندر ہے' نہ وہ مسجد کے بھیتر ہے
تو جس کو ڈھونڈتا ہے' وہ خوشی خود ترے اندر ہے
خدا کا کیا' خدا کے واسطے دریا بھی قطرہ ہے
مگر انسان کی آنکھوں کا ہر قطرہ سمندر ہے
مسلسل ساتھ ہو تو درد بھی اپنا سا لگتا ہے
کہ ہونا درد کا ڈر' درد کے ہونے سے بڑھ کر ہے
غمِ گیتی سے انسانوں کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے
وگرنہ دل تو جس سے بھی ملو سب کا قلندر ہے
کبھی یہ زندگی ایک چار دیواری سی لگتی ہے
نکلنے کو جہاں سے چھت کی جانب ایک ہی در ہے
یہاں روحیں ہیں پیاسی اور دریا ہیں سرابوں کے
سکوں تو رازِ اب انسان کے اندر نہ باہر ہے

●

نہ تم ہی دنیا کی باتوں میں آ کے رک جاتیں
نہ گردشیں میری راہوں میں آ کے رک جاتیں

قدم ملا کے جو تم میرے ساتھ چل پڑتے
تو منزلیں میرے قدموں میں آ کے رک جاتیں

نہ بے وفائی ، نہ رسوائی کا سوال آتا
اگرچہ تم میری بانہوں میں آ کے رک جاتیں

لے کے یوں اک دلِ برباد نہ جینا پڑتا
جو دھڑکنیں میری سانسوں میں آ کے رک جاتیں

طویل اتنا نہ ہوتا سفر میرے غم کا
جو راز حسرتیں آنکھوں میں آ کے رک جاتیں

●

اب دل کی بھی باتوں میں صداقت نہیں لگتی
ہوتی ہے محبت تو محبت نہیں لگتی
بازار میں اس دنیا کے بک جاتی ہے مٹی
کچھ ہیروں کی لیکن یہاں قیمت نہیں لگتی
چہروں میں کئی چہرے نقابوں میں چھپے ہیں
اب کوئی حقیقت بھی حقیقت نہیں لگتی
لگتا ہے سکوں کے لیے میخانے بچے ہیں
اب دیر و حرم میں تو طبیعت نہیں لگتی
ساقی ہے نہ مئے ہے، نہ یہاں کوئی سخنور
جس کی بھی ہو اپنی تو یہ جنت نہیں لگتی
کھائے ہیں فریب اتنے کہ اب زندگی میں رازؔ
چاہت بھی کسی کی ہمیں چاہت نہیں لگتی

●

کچھ یادوں کے دیپ جلا کر بیٹھا ہوں میں راہوں میں
آگ سی لپٹیں ہیں سانسوں میں اور دھواں سا آہوں میں

نظر نہیں آتا ہے کچھ بھی' ڈھونڈ ڈھونڈ تھک جاتا ہوں
بند آنکھوں سے آ جاتا ہے' ایک تصور بانہوں میں

پلک تمہاری اٹھتی ہے جب' گھائل کر کے جھکتی ہے
جانے تم لے کر بیٹھے ہو کتنے تیر نگاہوں میں

موم بدن یہ روشن آنکھیں اور نورانی چہرے سے
جل بجھتی ہے شمع نہ جانے کتنی عشرت گاہوں میں

قسمت کا بادل کیا جانے کب اور کہاں پہ برس پڑے
گھر سے راز نکل کر دیکھو پھر انجانی راہوں میں

●

سچائی نہیں ہے، کہیں ایمان نہیں ہے
لگتا ہے کہ اب دنیا میں بھگوان نہیں ہے
اب لوگوں کو پہچاننے نکلی ہیں مشینیں
انسان سے انسان کی پہچان نہیں ہے
مل جاتا تھا بھگوان کے جیسا جسے درجہ
اب ایک مصیبت ہے وہ مہمان نہیں ہے
نسبت نہیں اب نام سے، اپنے ہی کسی کو
ترتیب میں نمبر ہے وہ انسان نہیں ہیں
سب دیکھ لیا، سوچ لیا، اب تو ہے ظاہر
اچھا بھی کچھ ہو گا کوئی امکان نہیں ہے
جو کچھ بھی زمانے میں ہے، اب سوداگری ہے
اور رازِ محبت کوئی سامان نہیں ہے

●

درد دیتے ہیں جو ہم ان کو دعا دیتے ہیں
کیوں کہ وہ لوگ خدا یاد دلا دیتے ہیں
جب کسی بھیڑ میں کھو جائے تصور تیرا
شب ہجراں کو ستاروں سے سجا دیتے ہیں
بھولنا بھی کوئی مشکل تو نہیں ہے تجھ کو
یاد کر کے تجھے ہم روز بھلا دیتے ہیں
ذہن کو تیرے نہ چبھ جائے کہیں خار کوئی
تو جب آتا ہے تو ہر غم کو چھپا دیتے ہیں
پہلے بیمار کو دیتے ہی نہیں لوگ دوا
مرنے لگتا ہے تو جینے کی دعا دیتے ہیں
کر کے وعدہ بھی وہ جب راز نہیں آتا ہے
شمعِ ماضی سے شب غم کو بتا دیتے ہیں

●

تو چاہتا تھا جیسا بنیں ہم ، ویسا سپنا دے دیتا
جتنی پرستش کروانی تھی اُتنا جذبہ دے دیتا

ہم میں کمی ہے بس اتنی ہی، جتنی تیرے دینے میں
جیسی توقع تھی ہم سے، تو ہم کو اتنا دے دیتا

سب کچھ کروا کر کہتا ہے، کرم کا پھل مت سوچا کر
کام ہی پھر کیوں کرواتا ہے، جو دینا تھا دے دیتا

مانگتے بھی ہیں ڈر ڈر کے، کچھ غلط کہیں نہ کہہ بیٹھیں
کتنا اچھا ہوتا گر تو جو بھی مانگا دے دیتا

'راز' ساتھ تو کچھ نہ آیا، ساتھ نہ کچھ بھی جائے گا
کم سے کم اس دنیا میں تو، جو بھی چاہا دے دیتا

●

عشق اک بار ہی ہوتا ہے، بار بار نہیں
دل مچلنے پہ مگر پھر بھی اختیار نہیں

پیٹھ کے زخموں کا کوئی علاج کر نہ سکے
کند خنجر تھا، گیا بھی جگر کے پار نہیں

جستجو سب کو ہے اُس کی، جو اس کا غم بانٹیں
غم آشنا تو ہیں سب، کوئی غم گسار نہیں

میں بحرِ عشق سے لایا ہوں وفا کے موتی
قسم سے کہتا ہوں، یہ چشم اشک بار نہیں

اب کسی کے بھی لیے دل یہ بے قرار نہیں
اب کسی کا بھی مجھے 'راز' انتظار نہیں

●

اب وہ دشمن ہے تو وہ یار کبھی تھا ہی نہیں
کچھ ضرورت تھی اسے، پیار کبھی تھا ہی نہیں

جس نے کچھ دے کے جتا دی ہے سخاوت اپنی
پھر وہ جیسا بھی ہے، دل دار کبھی تھا ہی نہیں

جب کرائے پہ وفا لی، تو شکایت کیسی
ایسا کم ظرف وفادار کبھی تھا ہی نہیں

بے جرح جس نے کیا ہنس کے گناہ اپنا قبول
وہ سمجھ لو کہ گناہ گار کبھی تھا ہی نہیں

روز جس دل کے کئی بھاؤ لگا کرتے ہیں
'راز' اس دل کا خریدار کبھی تھا ہی نہیں

●

سب سے ایک رشتہ ہے میرا، پر کوئی میرا نہیں
میں نے سب کا بن کے دیکھا کوئی بھی اپنا نہیں

تم سے مل کر میں نے سوچا، زندگی مل جائے گی
زندگی سے کیا ملے گا، یہ مگر سوچا نہیں

دور رہ کر بھی نہ جو ٹوٹے، ہے بس رشتہ وہی
ساتھ رہ کر بھی نہ جو جڑ پائے، وہ رشتہ نہیں

زندگانی کے کھنڈر سے آ رہی ہے یہ صدا
آرزویں ہی نہیں جب، کیوں یہ دل مٹتا نہیں

میں نے مانا ایک ذرّے کا میں ریزہ بھی نہیں
'راز' لیکن اس جہاں میں کوئی بھی مجھ سا نہیں

●

میری قسمت تو کئی دن سے خفا تھی مجھ سے
کیوں میرے دوست، خفا ہو گیا تو بھی مجھ سے

دوست جیسے بھی ہیں، مشکل سے ملا کرتے ہیں
چھوڑ، جانے بھی دے اب، ہو گئی غلطی مجھ سے

پی کے اب اور بھی مایوس سا ہو جاتا ہوں
مے بھی اب چھین کے لے جاتی ہے مستی مجھ سے

لب رہے بند مگر نظروں نے کیا کیا نہ کہا
بات ویسے تو کوئی اس نے نہیں کی مجھ سے

آج کے جھگڑے میں آنکھیں جو رہیں خشک اس کی
'راز' وہ لے گیا رونے کی ادا بھی مجھ سے

●

کون آتا ہے، کون جاتا ہے
ماجرا کس کو سمجھ آتا ہے

کر کے پوری کوئی تمنا ایک
آرزوئیں خدا بڑھاتا ہے

کبھی انساں مکمل نہ ہوا
کچھ وہ کھوتا ہے، کچھ وہ پاتا ہے

دل مچلتا تو بہت رہتا ہے
درد اٹھے تو بیٹھ جاتا ہے

رازؔ کیوں اس کو یاد کرتے ہو
جس کو ہر روز دل بھلاتا ہے

●

رنج و الم کی حد سے کب کا گذر چکا ہوں
اظہار غم کروں کیا ، زندہ ہی مر چکا ہوں
برباد کر کے خود کو یہ تو ہوئی تسلی
جتنا بھی تھا بکھرنا ' اب میں بکھر چکا ہوں
جو عشق کے جنوں میں اس سے کیے تھے وعدے
میں اپنے ہاتھوں اپنے خود پر کتر چکا ہوں
موجوں کا شوق ہے تو طوفاں کو بھی کہوں کیا
اس عشق کے بھنور میں پورا اُتر چکا ہوں
آئینے حسرتوں کے اب مجھ کو دیکھتے ہیں
شامِ سفر کی خاطر کتنا سنور چکا ہوں
مانگوں میں کیا اجازت اب تم سے میرے یارو
دہلیزِ موت کو میں اب پار کر چکا ہوں

●

بن بنائے جو بنی کتنی حسیں بات ہے یہ
ایسا لگتا ہی نہیں پہلی ملاقات ہے یہ
چاند اب نکلے نہ نکلے' ہو میرے سامنے تم
کون کہتا ہے کہ پونم کی نہیں رات ہے یہ
عشق لے کر ہی میں پیدا ہوا اس دنیا میں
نسل آدم کو خداوند کی سوغات ہے یہ
آسماں بھی' میں زمیں بھی ہوں' میں پاتال بھی ہوں
رب بھی میں نے ہی تراشا ہے' میری ذات ہے یہ
زندگی سے مجھے کیا' کیا نہ ملا تھا' لیکن
کچھ بچا پایا نہ آخر' میری اوقات ہے یہ
راز رہ کر بھی جدا' ساتھ وہ ہر پل ہیں میرے
کیسے سمجھاؤں میں اب کیسی کرامات ہے یہ

●

بے وفائی بھلا محبوب کی فطرت کیوں ہے
اور عاشق کو یقیں کرنے کی عادت کیوں ہے

یاد چبھتی ہے کسی خار کی طرح دل میں
پھر ان آنکھوں میں کوئی پھول سی صورت کیوں ہے

کوئی وعدہ کیا اس نے' نہ دلائی امید
کچھ نہیں ہے تو مجھے اس سے محبت کیوں ہے

حسن والے کوئی جلاد تو نہیں ہوتے
قتل کرنے کی پھر ان کو بھی اجازت کیوں ہے

اچھے گھر سے ہو' پڑھے لکھے بھی تم لگتے ہو رازؔ
کیا ہوا تم کو' یہ گفتار میں وحشت کیوں ہے

●

تمہارا وقتِ رخصت کا وہ لمحہ یاد جب آیا
خود اپنی انگلیوں سے اپنے ہی ہاتھوں کو سہلایا
اُجالوں میں وہ میرے ساتھ تھا' چھوڑا نہیں پل بھر
اندھیرا ہوتے ہی گم ہو گیا اپنا میرا سایہ
مسیحا ہم جسے سمجھے تھے' قاتل بھی وہی نکلا
بسایا جس کو ہم نے دل میں' اس نے ہی ستم ڈھایا
لگا جب آسماں ٹوٹا ہوئے گم ماہ و انجم بھی
تو ماضی کے ستاروں سے لپٹ کر دل کو بہلایا
تمہارا بال بستر پر پڑا جو مل گیا ہم کو
تمہارے بعد گھنٹوں انگلیوں پہ اس کو لپٹایا
کچھ افسردہ سے جب بھی راز وہ آئے نظر ہم کو
تو اپنے آنسوؤں کو مسکرا کر ہم نے چمکایا

یاد جب آئے کسی کی تو کیا کیا جائے
کاٹ کر دل کو کہیں اور رکھ دیا جائے

پی کے اب مئے بھی میرا غم غلط نہیں ہوتا
چلو اشکوں کو ہی ایک بار پھر پیا جائے

وہ دل جو غیر کا ہو جائے' ایسے دل سے بھلا
لیا بھی جائے تو پھر کام کیا لیا جائے

کوئی تو دونوں میں خوش ہو' یا زندگی یا موت
مر ہی جانا ہے تو مر' مر کے کیوں جیا جائے

گل چکا ہے وہ بے وفائیوں سے جو دامن
اس پہ پیوندِ وفا رازؔ کیوں سِیا جائے

●

دل جو روتا ہے تو روتا ہے، اسے کیا کہیے
درد ہوتا ہے تو ہوتا ہے، اسے کیا کہیے

دل کو مل جاتے ہیں رونے کے بہانے لاکھوں
کتنے موسم یہ بھگوتا ہے، اسے کیا کہیے

نہ تو انساں کبھی سمجھا ہے نہ سمجھے گا کہ کیوں
ڈھونڈتا ہے جسے کھوتا ہے، اسے کیا کہیے

جس کو ملتا ہے بغیچا کوئی پھولوں والا
کیوں وہ کانٹے وہاں بوتا ہے، اسے کیا کہیے

گرمیِ عشق سے مرجھائے ہوئے پھولوں کو
رازؔ اشکوں میں پروتا ہے، اسے کیا کہیے

●

بہت گھنا لگتا ہے مجھ کو آج اندھیرا
ایسی رات کا ہو گا بھی کیا کبھی سویرا

مت رونا میرے دکھ پر' اے رونے والو
بڑھ جائے گا اور بھی ورنہ یہ دکھ میرا

ہنسنا تو آتا ہے لیکن ڈر لگتا ہے
جب بھی ہنسا ہوں' دکھ نے آ کر مجھ کو گھیرا

کوشش بھی مت کرنا مجھے ہنسانے کی تم
بس جو دیا تو اور لگے گا روتا چہرہ

میری رکھوالی اب میرے غم کرتے ہیں
راز غموں نے ڈال دیا ہے دل میں ڈیرا

●

مجھ کو ہر بار لگا جیسے پھر بہار آئی
مل گئی جب تیری یادوں سے میری تنہائی
جانے وہ کون سا جادو تھا تیری باتوں میں
وصل نے کے جیسی لگی ہے تیری شناسائی
تجھ پہ مرنا ہی زندگی ہے تو ملے نہ ملے
مر گیا دیکھ کے' دیکھا نہیں تو موت آئی
دل بھی کیا ہے کہ سما جائے سمندر اس میں
اور ڈوبے یہ جہاں کوئی نہیں گہرائی
ہو پتا بھی جو صداقت کا' تو ہوتا کیا ہے
جھوٹ کی دنیا میں ہو گی بھی کس کی سنوائی
راز آنکھوں میں ستارے تو لیے بیٹھے ہیں
جب سحر ہو گی' ملے گی تو محض رسوائی

●

دل سے میں ہار کے یوں اس کو سزا دیتا ہوں
لکھ کے دو نام' میں ایک نام مٹا دیتا ہوں
اٹھ کے چل دیتا ہوں' جانے میں کدھر کیا معلوم
جا کے پھر دور کہیں' خود کو صدا دیتا ہوں
رنجشیں تو ہیں بہت دوست' مگر پیار تیرا
یاد جب آتا ہے' سب کچھ میں بھلا دیتا ہوں
یوں تو کہتا ہوں کہ خوش ہوں میں بچھڑ کے تجھ سے
اس خوشی میں میں مگر درد چھپا دیتا ہوں
سوچتا ہوں تیرے بگڑے ہوئے حالات میں جب
خود پہ میں سینکڑوں الزام لگا دیتا ہوں
میں پریشاں ہوں زندگی سے' زندگی مجھ سے
راز کیوں زندہ ہوں اب' کس کو میں کیا دیتا ہوں

●

جو نہیں اس نے کہا ، یاد آ گیا
درد کیوں دل میں اُٹھا ، یاد آ گیا
بیٹھے بیٹھے آ گئی مجھ کو ہنسی
کچھ مجھے اس کا کہا ، یاد آ گیا
پھر اٹھی دل میں محبت کی لہر
پھر غموں کا سلسلہ ، یاد آ گیا
پوچھنا چاہتا تھا میں اس کو مگر
پھر وفاؤں کا صلہ ، یاد آ گیا
نشے میں اٹھ کر کہاں میں چل پڑا
یاد بھی کس کو ہے کیا ، یاد آ گیا
بھولنے کی تجھ کو کھائی ہے قسم
کیوں مجھے پھر تو بتا ، یاد آ گیا
راز جب بانہوں میں اس کو لے لیا
جانے کیوں مجھ کو خدا ، یاد آ گیا

●

موسم نے پھر لی انگڑائی ' یاد مجھے جب آئے تم
کویل سات سروں میں گائی ' یاد مجھے جب آئے تم
یاد تو تم یوں بھی آتے تھے آج مگر کیا جانے کیوں
دل بھر آیا ' آنکھ بھر آئی ' یاد مجھے جب آئے تم
یاد تمہیں کرنا جیسے مندر میں سمادھی لینا ' تھا
ایک مہکتی فضا سی چھائی ' یاد مجھے جب آئے تم
اپنی سوچ کے میلے ہاتھوں سے تم کو چھوتا کیسے
آج تمہاری یاد بھلائی ' یاد مجھے جب آئے تم
یادوں کے کانٹوں پر چلتے وقت کے پاؤں ہوئے زخمی
لیکن مرہم نہیں لگائی ' یاد مجھے جب آئے تم
ایک بھنور میں ڈوب چکا ہوں راز میں اب ابھروں کیسے
زندہ رہ کر جان گنوائی ' یاد مجھے جب آئے تم

●

مکان ملتا ہے دولت سے، گھر نہیں ملتا
خریدنے سے سخن کا ہنر نہیں ملتا

خرید سکتے ہو پیسوں سے مخملی بستر
سکون نیند کا اس پر مگر نہیں ملتا

مٹا تو سکتے ہیں دل لوگ محبت میں مگر
مٹا سکے جو انا، وہ جگر نہیں ملتا

بہت سے ملتے ہیں پر عمر بھر جو ساتھ چلے
یہاں پہ ایسا کوئی ہمسفر نہیں ملتا

ہے اپنے اپنے ہی مقصد کی جستجو سب کو
رازؔ بے لوث تو کوئی بشر نہیں ملتا

●

آئے بھی تو دیر سے آتے ہو تم
ہر صورت مجھ کو تڑپاتے ہو تم
ڈھونڈتا ہوں جب سکوں تنہائی میں
کیوں خیالوں میں چلے آتے ہو تم
بولتے ہو جھوٹ ' کب میں نے کہا
بات کو لیکن بدل جاتے ہو تم
درگزر کر کے میرے شکوے گلے
کیوں بھلا باتوں سے بہلاتے ہو تم
اب محبت کس کو ہے ' کس کو نہیں
جانے دو ' کیوں منہ کو کھلواتے ہو تم
تم نے اتنی زندگی جب دیکھ لی
راز کیوں اب غم سے گھبراتے ہو تم

●

نہ بانٹتا ہی میرا دکھ' نہ وہ دوا دیتا
میں کب مروں گا وہ یہ تو مجھے بتا دیتا

سمجھ کے زندگی اپنی اسے بگاڑ لیا
یہ ہوتی اور کسی کی تو میں بنا دیتا

چراغ آنکھوں میں لے کر بجھا سا بیٹھا ہوں
وہ جو آتا تو میں سارے دِیے جلا دیتا

یہ شکر کر کہ میرا دل ہی میرے بس میں نہیں
جو بس میں ہوتا تو کب کا تجھے بھلا دیتا

کوئی جو ملتا مجھے بے غرض زمانے میں
تو اس پہ راز میں سب کچھ میرا لٹا دیتا

●

سو گلے شکوے ہیں لیکن وہ ہمارے ہیں تو ہیں
کیا کرے دریا بھی آخر دو کنارے ہیں تو ہیں

ایک ان کی زندگی ہے، ایک اپنی زندگی
اور کچھ غیروں کے بھی ان میں گزارے ہیں تو ہیں

چل رہے ہیں آبلہ پا دھوپ میں صحراؤں کی
پھر بھی آنکھوں میں ہماری چاند تارے ہیں تو ہیں

ہر جگہ موجود ہے، رحمت بھی اس کی کم نہیں
اب خدا بھی کیا کرے، کچھ غم کے مارے ہیں تو ہیں

ہم سے جو بھی ہو سکا، ہم نے کیا سب کے لیے
راز لیکن آج تنہا، بے سہارے ہیں تو ہیں

●

دیکھ چکا ہوں ایسا بھی میں ایک زمانہ
سب جیسے اپنے تھے کوئی نہ تھا بیگانہ
آج میں گھر کی چار دیواری میں تنہا ہوں
وہ بھی دن تھے، ہر لمحہ تھا آنا جانا
ہوا ہے کیا لوگوں کو، اتنے کیوں بدلے ہیں
لڑ کر کون سا مل جاتا ہے انہیں خزانہ
کسی کو مارا عشق کے غم نے، کہتے ہیں سب
موت کو بچنے کا یہ اچھا ملا بہانہ
شمع بے چاری اپنے آپ ہی جل بجھتی ہے
رسوا کر دیتا ہے کیوں اس کو پروانہ
کہہ کر راز صدا مت دو اب کوئی کسی کو
یاد مجھے آ جاتا ہے ایک یار پرانہ

●

بہت سوچا، پر نہیں سمجھا کہ کیا ہے زندگی
درد ہے، غم ہے، خوشی ہے یا سزا ہے زندگی

کچھ سفیدی، کچھ سیاہی زندگی میں ہے مگر
رنگ اس کا اور بھی دیکھا، حنا ہے زندگی

برسوں سینے سے لگا کر پھیر لیتی ہے یہ منہ
کیا بتائیں کس کی یہ ظالم ادا ہے زندگی

موت سے جانے نہ کیوں سب خوامخواہ ڈرتے ہیں لوگ
سچ کہیں تو موت کیا ہے، جو بلا ہے زندگی

عمر بھر اس سے وفائیں کر کے بھی دیکھا ہے رازؔ
کچھ بھی کہیے، بس جفاکش، بے وفا ہے زندگی

جب وہ کرتے ہیں جفا درد یہ گھٹتا کیوں ہے
اور بہلانے پہ آتے ہیں تو بڑھتا کیوں ہے
جانے کر دیتا ہے کیا دل کو یہ دل میں جا کر
عشق میں عقل کا دشمن کوئی بنتا کیوں ہے
بے وفائی کہ وفا ' دونوں بھرم ہوتے ہیں
جھوٹ سچائی سے میٹھا بھلا لگتا کیوں ہے
ایک سا کچھ بھی زمانے میں کہاں رہتا ہے
کیا کہیں پیار بھی پھر رنگ بدلتا کیوں ہے
جو ہیں بیزار خوشی دیکھ نہیں سکتے ہیں
کسی خوش دل کو کوئی دیکھ کے جلتا کیوں ہے
راز مرہم سے نہ پٹی سے کبھی چھپتا ہے
زخم کو لاکھ چھپاتے ہیں ' مہکتا کیوں ہے

●

ہوش بھی جیسے میرا کھو رہا ہے' شام کے وقت
میرے سینے میں کوئی رو رہا ہے' شام کے وقت
یاد کے جام میں بھر لی ہے مئے تصور کی
دن میرا ایسے شروع ہو رہا ہے' شام کے وقت
شمع کونے میں کھڑی دیکھ رہی ہے اس کو
اشک پلکوں میں جو پرو رہا ہے شام کے وقت
دیکھ لی کر کے بلانوشی میں نے رات اور دن
پر الگ ہی تھا مزہ جو رہا ہے شام کے وقت
جانے کیا' کیا تمام دن وہ سہہ کے بیٹھا ہے
نمک جو زخموں سے اب دھو رہا ہے شام کے وقت
راز سوچو کہ وہ کتنا تھکا ہوا ہو گا
وہ ایک شخص جو اب سو رہا ہے شام کے وقت

یاد دلاتے ہو کیا مجھ کو، کچھ بھی نہیں میں بھولا ہوں
جہاں مجھے چھوڑا تھا تم نے، اب تک وہیں میں ٹھہرا ہوں

آج بھی دل کا حال وہی ہے پانی بن مچھلی جیسے
تم سے بچھڑ کے بھی میں تم سے کہاں جدا رہ سکتا ہوں

پیار سے مجھ کو ذرا سا چھو کر کیسے تم شرماتے تھے
کر کے یاد وہ بیتے لمحے اب تک میں دل بھرتا ہوں

یاد ہیں وہ راتیں جو باتوں باتوں میں کٹ جاتی تھیں
یاد انہیں کر کر کے اب بھی میں دن رات بہلتا ہوں

باتیں کرتے کرتے کیوں بے وجہ ہی رو دینا رازؔ
تب ڈرتا مستقبل سے، اب ماضی سوچ کے ڈرتا ہوں

•

بھیڑ ہو چاہے کتنی بھی، تنہا تنہا سا رہتا ہوں
ضبط تو کر لیتا ہوں پر، بکھرا بکھرا سا رہتا ہوں

تم سے ایک تکرار ہوئی، رشتوں کی ڈوری ٹوٹ گئی
وفا کے دھاگوں میں پھر بھی، الجھا الجھا سا رہتا ہوں

تیری یادیں جڑوں کی طرح دل کو سینچتی رہتی ہیں
کھو کے اپنے ماضی کو، اکھڑا اکھڑا سا رہتا ہوں

تنہائی کو چھوڑ کے گھر میں باہر کہیں نہیں جاتا
لیکن بیٹھے بیٹھے بھی، بھٹکا بھٹکا سا رہتا ہوں

رازؔ مجھے لگتا ہے جیسے آگ ہوں گیلی لکڑی کی
دل جلتا رہتا ہے، میں بجھتا بجھتا سا رہتا ہوں

●

پیڑ، پودے، پکشی، مچھلی، جانور
موت سے یہ سب کے سب ہیں بے خبر
کتنی ہے خوش فہم ان کی زندگی
موت کا اِنکو نہیں ہے ڈر کوئی
علم لے کر موت کا جیتے ہیں ہم
موت کے سائے میں ہم لیتے ہیں دم
کاش جی پاتے بِنا جانے ہوئے
موت کو بے لازمی مانے ہوئے
زندگی خوش فہم ہم بھی کاٹتے
کتنی خوشیاں ہم جہاں میں بانٹتے
جب بھی جانا تھا ہمیں، جاتے مگر
موت کا تو عمر بھر ہوتا نہ ڈر
اس طرح جینا، یہ کوئی بات ہے
سب سے اچھی کیسے آدم ذات ہے

•

تم کیا ہو، کیسی ہو، تم کو کیا معلوم
دل سے تم بچی ہو، تم کو کیا معلوم

کوئی خوشی کی ہو یا غم کی بات کوئی
کیسے تم ہنستی ہو، تم کو کیا معلوم

ہنسی تمہاری کیا ہے، آتش بازی ہے
تم تو ایک پھلجھڑی ہو، تم کو کیا معلوم

تھوڑی سی جب پی لیتی ہو، جانِ جاں
کتنی خوش لگتی ہو، تم کو کیا معلوم

رازؔ کی باتیں بھی تم سے کر لیتا ہوں
تم کتنی اچھی ہو، تم کو کیا معلوم

●

قرض کیسا تھا' کیوں ادا نہ ہوا
عمر بھر اس کا فیصلہ نہ ہوا

وہ ہم سفر بھی نہ تھا ساتھ بھی تھا
پیچھے پیچھے چلا' جدا نہ ہوا

زندگی نے تو بہت کی کوشش
میں کسی طرح سے اس کا نہ ہوا

جس سے سنبھلے نہ دوستی کا بار
وہ سہارا بھی کیا' ہوا نہ ہوا

رازؔ کچھ لوگ ساتھ چھوڑ گئے
یہ بھی شاید کوئی برا نہ ہوا

●

تم جب آتے ہو میری جان میں جان آتی ہے
اٹھ کے چلتے ہو تو پھر جان نکل جاتی ہے
جب بھی بڑھتی ہے خوشی حد سے زیادہ کوئی
جانے کس طرح کسی غم میں بدل جاتی ہے
ٹیس اٹھتی ہے تو لگتا ہے کہ زندہ ہوں ابھی
درد رکنے سے طبیعت میری گھبراتی ہے
موج وہ بیچ سمندر میں جو دکھتی بھی نہیں
جب کنارا اسے مل جائے تو اتراتی ہے
بات بنتی ہے کوئی جب تو یہی دیکھا ہے
ایک بنتی ہے تو ہر بات بگڑ جاتی ہے
موت کا راز اسے سارا پتہ ہے لیکن
زندگی جان کے پھر بھی فریب کھاتی ہے

●

جس کو دیکھو کوئی نہیں خوش، سب روتے ہیں
سب خوشیوں میں چھپے ہوئے کیوں غم ہوتے ہیں

خون خرابہ، ظلم ستم ہے پیشہ جن کا
سوچ کے میں حیراں ہوں وہ کیسے سوتے ہیں

دانہ دانہ ان کا کوئی کھا جاتا ہے
کیوں وہ بھوکے مر جاتے ہیں، جو بوتے ہیں

پیار کے گہرے ساگر میں ہم ڈوب کے یارو
کیا بتلائیں کیا پاتے ہیں، کیا کھوتے ہیں

رازؔ وہی دے کر جاتے ہیں چوٹیں ہم کو
ہم جن کے غم اپنے اشکوں سے دھوتے ہیں

●

تو کیا میں ہوں' میں کیا تو ہے
کیا سمجھوں میں' کیسا تو ہے
میں سمجھا یہ گھر ہے میرا
گھر تیرا ہے' میرا تو ہے
سارے دکھ خود ڈھونڈے میں نے
غم ہیں میرے' رسوا تو ہے
جب ٹھوکر کھا کر گرتا ہوں
لے کر مجھ کو چلتا تو ہے
کیوں الزام زمانے کو دوں
جو ہوتا ہے' کرتا تو ہے
کرتے ہیں دونوں من مانی
تجھ سا میں ہوں' مجھ سا تو ہے
اب آپس میں پردہ کیسا
راز یہاں میں ہوں یا تو ہے

●

عشق کی بے بسی کو کیا کہیے
خود سے اس دشمنی کو کیا کہیے

یوں جیے ہیں کہ ہم جیے ہی نہیں
موت سی زندگی کو کیا کہیے

لوٹ کر وہ کبھی نہیں آیا
وقت کی بے رخی کو کیا کہیے

جس کو اپنوں نے مل کے لوٹا ہے
اس کی بے چارگی کو کیا کہیے

زخم کھانا، لبوں کو سی رکھنا
راز اس بے کسی کو کیا کہیے

●

تم جو مجھ سے نظر چراؤ گے
اور دل کے قریب آؤ گے
تیر نظروں کے لوٹ آئیں گے
تم بھی دل کو بچا نہ پاؤ گے
عشق پھولوں کا ایک خنجر ہے
زخم کھاؤ گے ' مسکراؤ گے
دل لگانے سے جو غزل ہو گی
دیکھنا ' تم بھی گنگناؤ گے
دور کتنا بھی جاؤ گے لیکن
پھر بھی تم کتنا دور جاؤ گے
جو شکایت ہے تم کہو ہم سے
ساری دنیا کو کیا بتاؤ گے
غمزدہ راز سب ہیں دنیا میں
کس کو کس کو گلے لگاؤ گے

میں نے کوششیں تو ہزار کیں، جو میں چاہتا تھا ملا نہیں
مجھے جانے کس نے بچا دیا جو میں مانگتا تھا دیا نہیں

تھی ہر ایک شخص کی روح الگ، تھیں الگ الگ سبھی لرزشیں
ہوا جب بھی عشق تو یوں لگا، کبھی ایسا پہلے ہوا نہیں

تو یہ دل نکال کے پھینک دے کسی دردِ دل کی دوا نہ ڈھونڈ
غمِ عاشقی کا علاج ہے، کوئی دردِ دل کی دوا نہیں

اسی دن سے پیدا ہوا تھا جب یہی رونا میرا نصیب ہے
ملے غم تو مجھ کو بڑے بڑے کوئی زندگی سے بڑا نہیں

سبھی کائنات کے سلسلے، یہ نتیجے ہیں کسی وصل کے
کئی وصل تو ہیں ضرورتیں، وہ محض مزہ یا ادا نہیں

مجھے فون کرتا ہے آج بھی میرے جنم دن پہ وہ ہر برس
دیئے داغ مجھ کو تو کیا ہوا کہوں کیسے اس میں وفا نہیں

کئی راز میرے جنون تھے، کئی میرے دل میں تھے ولولے
سبھی جل گئے، میں بھی بجھ گیا میرے پاس کچھ بھی بچا نہیں

درد ہے غم ہے، کیا مصیبت ہے
زندگی پھر بھی ایک نعمت ہے
عشق ہے دردِ روح کی خوشبو
اور جو کچھ ہے، صرف وحشت ہے
خود ہی سب کچھ مٹائے گا انساں
وہ جو انسان کی ضرورت ہے
ایک ہے نسل، پر جدا ہیں سب
سب کی اپنی الگ ہی صورت ہے
دوست کی غلطیوں پہ جو ہنس دے
ہاں، اسی شخص کو محبت ہے
اس کو دیکھا کبھی، نہ جانا ہے
پھر بھی کتنی خدا سے قربت ہے
چاند تاروں کو دیکھ کر سوچا
کیا خلاؤں کی راز وسعت ہے

●

ان کو جب بھی گلے لگاتے ہیں
ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں
تیر و خنجر فضا میں اُڑتے ہیں
جب وہ ہم سے نظر ملاتے ہیں
ان سے ہم کچھ چھپا نہیں پاتے
ایسے دل میں وہ آتے جاتے ہیں
درد بھی دیں تو بھلا لگتا ہے
کیسے کہہ دیں کہ وہ ستاتے ہیں
بجھ گئے جو چراغ جل جل کر
ان کو پلکوں پہ ہم سجاتے ہیں
راز اپنی ہر ایک تمنا کا
خون خود کر کے مسکراتے ہیں

•

کیوں ڈرتے ہو کل کیا ہو گا
ہو گا بس ' جو ہونا ہو گا
کیا اپنا ہے ' کیا کھو دیں گے
جو بھی ہو گا اچھا ہو گا
خوشیاں غیر سے تو ممکن ہیں
دکھ دے گا جو اپنا ہو گا
جھوٹا جھوٹ کہے گا ہنس کر
جو رو دے گا سچا ہو گا
آنکھیں کھول کے جو سویا ہے
اس کا سپنا ٹوٹا ہو گا
آگ ' ہوا ' دھرتی یا پانی
رازِ خدا کس جیسا ہو گا

●

رات بھر بھرتے ہیں آہیں سرد، نیند آتی نہیں
دل سے اٹھتی ہے غموں کی گرد، نیند آتی نہیں

وقت سے کی تھی گزارش، غم ذرا کچھ کم تو ہو
وقت نکلا اور بھی بے درد، نیند آتی نہیں

اس قدر ہے درد اب وابستہ تیری یاد سے
جب تلک اٹھتا نہیں ہے درد، نیند آتی نہیں

چاند کو تکتے، تصور میں تیرے گزری ہے رات
ہو چلا ہے چاند بھی اب زرد نیند آتی نہیں

یوں تو تنہا روتے روتے راز لگ جاتی ہے آنکھ
پر ملے کوئی اگر ہمدرد، نیند آتی نہیں

●

ایک آہوں کا سلسلہ جیسے
زندگی کیا ہے، ایک سزا جیسے
بیٹھے بیٹھے تیرا خیال آیا
چھائے صحراؤں پہ گھٹا جیسے
وہ تھا خاموش، پر جواب طلب
اس نے آنکھوں سے کچھ کہا جیسے
آئی جب بھی گھڑی جدائی کی
وقت کا پاؤں رک گیا جیسے
چشم نم اور خشک ہونٹوں سے
دے رہا تھا وہ ایک دعا جیسے
ایک اندھیرا سا چھایا آنکھوں پر
روشنی میں کوئی لٹا جیسے
ماں نے غصہ کیا تو ایسا لگا
راز ہو پیار کی دعا جیسے

•

بشر اکثر گئے گزرے زمانے ڈھونڈتا ہے
جو کھو جائیں، وہی سپنے سہانے ڈھونڈتا ہے
خوشی ملتی ہے جو ہر روز وہ پھر کیا خوشی ہے
نئی خوشیوں کے ہر انساں خزانے ڈھونڈتا ہے
خود اپنی زندگی کتنی بھی ہو رنگین لیکن
یہ دل کچھ اور بھی رنگیں فسانے ڈھونڈتا ہے
جو بھرتے بھرتے بھر جاتا ہے آخر کچھ زیادہ
وہ دل پھر ٹوٹ جانے کے بہانے ڈھونڈتا ہے
اکیلا پن قفس لگنے لگے محلوں میں جس کو
کھنڈر میں وہ پرانے آشیانے ڈھونڈتا ہے
یہ تنہا راز بیٹھا دیکھتا ہے کیا خلا میں
تُو کس کو آسمانوں میں نہ جانے ڈھونڈتا ہے

●

کوئی جیتا ہے کسی کے لیے نہ مرتا ہے
جو بھی کرتا ہے بشر اپنے لیے کرتا ہے

ہے عبادت میں اثر تو ، مگر اتنا بھی نہیں
جو یہاں جیسا بھی کرتا ہے یہیں بھرتا ہے

بے غرض کوئی نہیں کرتا ہے احساں بھی یہاں
کسی امید سے کرتا ہے جو بھی کرتا ہے

کاٹنے آتی ہے جب ہم کو اپنی تنہائی
ان کی یادوں سے جدائی کا غم سنورتا ہے

ساتھ وہ تھے تو یہ اُڑتا تھا پرندوں کی طرح
راز اب وقت گزارے نہیں گزرتا ہے

●

برسوں گزر گئے ہیں مگر کل کی بات ہے
ہوتی تھی شام کو ہی سحر کل کی بات ہے
اب دور دور تک کوئی آتا نہیں نظر
سب ساتھ کر رہے تھے سفر، کل کی بات ہے
پہچانتے نہیں ہیں ہماری گلی وہ آج
ان کی یہی تھی راہ گزر، کل کی بات ہے
اب بُن رہے ہیں بیٹھ کے اک جال وقت کا
ہوتی نہیں تھی کل کی خبر، کل کی بات ہے
اس شہر میں اب کون ہے اپنا کہیں جسے
ہوتے تھے سب کے جانِ جگر، کل کی بات ہے
مانگے سے اب تو موت بھی ملتی نہیں ہے راز
اپنی دعاؤں میں تھا اثر، کل کی بات ہے

●

کسی مقام پہ قائم کوئی خوشی نہ رہی
پہنچ کے اپنی ہی منزل پہ زندگی نہ رہی
جب آئے تم تو لگا اب تو نہ جائے گی بہار
چل دیئے تم تو فضاؤں میں مہک بھی نہ رہی
تمہارے جلوؤں سے روشن تھی زیست کی ظلمت
رہے نہ تم تو اجالوں میں روشنی نہ رہی
وہ رات رات گلے مل کے بے وجہ رونا
اب ابتدائے محبت کی سادگی نہ رہی
رو کے مجبوریوں نے زندگی سنوار تو دی
تمہارے غم سے جو ملتی تھی' وہ خوشی نہ رہی
تمہاری آنکھوں میں جب رازِ بے رخی دیکھی
تو سانس چلتی رہی اور زندگی نہ رہی

●

کوئی غیروں سے پھر گلہ نہ رہا
جب وہ ایک شخص آشنا نہ رہا
ضبط سے سخت دل ہوا اتنا
اب غموں میں بھی کچھ مزہ نہ رہا
بات کچھ اور بگڑتی ہی گئی
جب سے باتوں کا سلسلہ نہ رہا
نہ رہا موڑ راہ میں کوئی
اس سے ملنے کا آسرا نہ رہا
جو فرشتے تھے فرشتے ہی رہے
جو خدا بن گیا، خدا نہ رہا
رازؔ جب بھی قریب آئی خوشی
وقت میں ایک بھی لمحہ نہ رہا

●

جو شروع ہو گی، ختم بھی ہو گی
ختم ہر ایک کہانی ہو گی
جتنی ہوں گی حسیں ملاقاتیں
اتنی سنگین جدائی ہو گی
خشک ہوں گے جب آنکھ میں آنسو
مطمئن تب یہ زندگی ہو گی
زیست کی لاش چل رہی ہے ابھی
وقت نے بے وفائی کی ہو گی
قید مجبوریوں میں ہیں وعدے
وہ نہیں آیا، بے بسی ہو گی
راز بہتر ہے چھوڑ دو دنیا
تم جو روئے تو جگ ہنسی ہو گی

●

جو سنورے بہت تو مٹا دے گی دنیا
کہ شیشے پہ پتھر ہی مارے گی دنیا
اگر تم میں ہنسنے کی توفیق ہے تو
سنبھلنا کہ تم کو رلا دے گی دنیا
ذرا اس سے کچھ دور جا کر تو دیکھو
بہت دور تک پیچھے بھاگے گی دنیا
جو مہکا بہت گل گلستاں میں کوئی
اسے نوچ کر روند ڈالے گی دنیا
جو نکلے گا احساسِ غم سے ابھر کر
وہی گیت ہنس ہنس کے گائے گی دنیا
کیا راز کیا کیا نہیں اس کی خاطر
یہ سب دو دنوں میں بھلا دے گی دنیا

●

جو راستہ میں چلا وہ نہ کہیں بھی نکلا
میرا نصیب میرا دردِ زندگی نکلا

بات کوئی بھی نہ تھی خاص رقیبوں میں میرے
میرا رونا، میرا احساسِ کمتری نکلا

میرے ہر رشتے کا انجام تھا ایک لمبا سکوت
میرا سکون میرا جذبِ بے خودی نکلا

جب بھی رویا ہوں میں راحت سی ملی ہے مجھ کو
غالباً غم ہی میرا باعثِ خوشی نکلا

میں شاعری کی بدولت ہی رازؔ زندہ رہا
میری خوراک میرا اپنا لہو ہی نکلا

●

بیٹھے بیٹھے بس یوں ہی بھر آتا ہے
یاد بھی جانے دل کو کیا آ جاتا ہے

میں تو بھول چکا ہوں اپنے ماضی کو
موسم دل کو پھر کچھ یاد دلاتا ہے

سارا دن تو مارا مارا پھرتا ہے
شام ڈھلے دل دنیا سے کتراتا ہے

راتوں میں لگتا ہے اب بھی پاس ہو تم
کروٹ لیتا ہوں تو جی ڈر جاتا ہے

پانی میں بھی آگ چھپی ہوتی ہے رازؔ
بادل کیسے بجلی کو تڑپاتا ہے

●

کیسے کس کو، کب جانا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے
موت کو کب، کیسے آنا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے
دل کا حال بتائیں کس کو، حال جہاں کا پوچھیں کس سے
کس کو سمجھنا، سمجھانا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے
جھوٹی روز تسلی دینا، چارہ گروں کی بیماری ہے
دل کی دوا بس غم کھانا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے
چھلنی دل کی خالی جھولی کوئی اچانک بھر جاتا ہے
کیا، کس سے، کس کو پانا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے
کون دوست ہے، کون ہے دشمن، اپنا کون، پرایا کون
کس نے کس کو پہچانا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے
راز اس دور میں علم ہے اتنا، سب کو سب معلوم ہے لیکن
سب سے مل کر یہ جانا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے

●

منزل سب کو مل سکتی ہے، اگر سہی ساتھی مل جائے
بیج بیج میں پیڑ چھپا ہے گر اچھی ماٹی مل جائے

اتنا اونچا کوئی نہیں ہے جس سے اونچا کوئی نہیں ہو
پربت تب پربت بنتا ہے جب اس کو وادی مل جائے

جلتا بھی ہے، بجھتا بھی ہے، وہی اندھیرا، وہی اُجالا
دِیا چراغ تبھی بنتا ہے جب جلتی باتی مل جائے

جہاں شراب بکا کرتی ہے اُسے دکان کہا کرتے ہیں
میخانہ تب بنتا ہے جب مئے کو اک ساقی مل جائے

جام جسے مل جاتا ہے وہ رازِ مقدر والا ہے
اس کی کیسے پیاس بجھے جس کو بوتل پیاسی مل جائے

●

دل جو روشن تھا اسے خود بجھا کے بیٹھا ہوں
یقیں تھا جس پہ اسے آزما کے بیٹھا ہوں
میں ایسی راہ پہ ہوں جو کہیں نہیں جاتی
چراغ کس کے لیے پھر جلا کے بیٹھا ہوں
جہاں میں کوئی تمنا نہیں رہی باقی
میں اپنے دل کے سب ارماں لٹا کے بیٹھا ہوں
میں رو رہا تھا' مگر کیوں' نہیں ہے یاد بھی اب
میں زندگی کے سبھی غم بھلا کے بیٹھا ہوں
وہ بے وفا ہی تو تھا' میں نے کیوں کیا جو کیا
اب اپنے آپ سے چہرہ چھپا کے بیٹھا ہوں
نہیں ملی کوئی راحت جو زندگی سے تو راز
اب درِ موت پہ ڈیرا لگا کے بیٹھا ہوں

•

خواب ایسا دِکھا گیا کوئی
میری نیندیں اُڑا گیا کوئی
ایک لمحہ کسی کو دیکھا تھا
زندگانی پہ چھا گیا کوئی
ایسی یادیں وہ اپنی چھوڑ گیا
ساری دنیا بھلا گیا کوئی
موت تک سو سکا نہ پروانہ
شمع ایسی جلا گیا کوئی
ذہن پر خاک جم گئی غم کی
دھول اتنی اُڑا گیا کوئی
رازِ دنیا تھی یا قفس کوئی
کوئی آیا، چلا گیا کوئی

●

ہوئے ہیں آج جو ہم بے صدا سے
محبت تھی ہمیں ایک بے وفا سے
وہ دیکھی اس جہاں میں بے وفائی
کہ ڈر لگتا ہے اب نامِ وفا سے
جو ان کی بزم سے اٹھ کر گیا وہ
مَرے اب یا جیے اُن کی بلا سے
وہ مرنے بھی نہیں دیتے ' کریں کیا
نئے ہر دن وہ دیتے ہیں دلاسے
ہمیں ڈر ہے ہماری سن نہ لے وہ
شکایت کیا کریں ان کی خدا سے
کریں بھی رازؔ کیا شکوے گلے اب
کہ محشر میں ہی اب ہوں گے خلاصے

●

جو دیکھو اپنا لگتا ہے لیکن اپنا کوئی نہیں
وعدے جنم جنم ملنے کے وفا کا وعدہ کوئی نہیں

دل آیا اور جسم ملے' پھر رشتے بنے ضرورت کے
جسموں کے تو سو رشتے ہیں' روح کا رشتہ کوئی نہیں

کوئی نہ کوئی سبھی کو دکھ ہے' دکھ کا درد بھی ہے معلوم
درد کسی کا لیکن پھر بھی یہاں سمجھتا کوئی نہیں

آسائش میں جتنے چاہو اتنے ساتھی ملتے ہیں
مفلس جو ہو جاتا ہے دنیا میں اس کا کوئی نہیں

دوست نہیں تو نہیں' مگر دشمن تو اپنا ہو کوئی
رازؔ نہ ایسا لگے کہ اس دنیا میں اپنا کوئی نہیں

●

زندگی آج پھر سے جی جائے
آج پھر بے حساب پی جائے
ہو چکے اب تکلفات بہت
بات کچھ دل کی بھی کہی جائے
جا چکا دل کبھی کا ساتھ ان کے
اب تو شاید یہ جان بھی جائے
کیوں ہے خاموش میکدہ ، ساقی
کچھ کہی جائے ، کچھ سنی جائے
رات ظالم ہے ، زخم ہی دے گی
یہ کسی طرح کاٹ دی جائے
ہے وہ دشمن مگر ہے وہ اپنا
دوستی راز اس سے کی جائے

●

زمانے میں کوئی کسی کا نہیں ہے
کسی کا یہاں کچھ بھروسہ نہیں ہے
بہت سوچ کر اس نتیجے پہ پہنچا
نتیجوں کا کوئی نتیجہ نہیں ہے
محبت کا بادل گھنا تو بہت ہے
کبھی کھل کے لیکن برساتا نہیں ہے
سبھی کا یہاں کوئی اپنا ہے مقصد
کسی کے لیے کوئی جیتا نہیں ہے
یہ اُجڑی ہوئی بستیاں ہیں فلک پر
کوئی چاند، کوئی ستارا نہیں ہے
بگڑ جائے جو راز وقتِ ضرورت
کسی کام کا ایسا رشتہ نہیں ہے

●

پیمبر جو بھی آیا وہ یہیں پیدا ہوا کیسے
زمیں پہ آسماں نے بارہا سجدہ کیا کیسے

عجب یہ دور ہے' انجان انجانوں کا دشمن ہے
نہیں تھا دوست جو' اپنا وہ پھر دشمن بنا کیسے

دغا اپنے ہی دیتے ہیں اب اس میں کیسی حیرانی
یقیں ہو گا نہیں جس پر وہ دے گا بھی دغا کیسے

غموں کی تو قطاریں ہیں' خوشی ٹکڑوں میں ملتی ہے
خوشی کے چند ٹکڑے جوڑ کر میں جی لیا کیسے

کسی کو چوٹ پہنچائی تو نیند آتی نہیں مجھ کو
مسلسل درد دیتا ہے خدا جانے خدا کیسے

سما سکتا نہ تھا اس تنگ دل میں راز جب کچھ بھی
تو اس نے ایک ہجومِ آرزو کو رکھ لیا کیسے

●

پتہ نہیں کچھ اس دنیا میں کسے یہاں کب کیا ہو جائے
ہنستے ہنستے آیا تھا جو جاتے جاتے وہ رو جائے

کل شاید نہ ملیں تمہیں ہم آج چلو کچھ باتیں کر لیں
آج تو جاگی لگتی ہے یہ، کہیں نہ کل قسمت سو جائے

داغ لگانے والے تو ہر موڑ پہ ملتے رہتے ہیں پر
کبھی کہیں تو کوئی ملے جو اشکوں سے دامن دھو جائے

جو کچھ ہے بس یہ لمحہ ہے، اس لمحے کو ابھی پکڑ لو
کسے خبر ہے اگلے پل کی، پل بھر میں پرلے ہو جائے

کل کو چھوڑو، کچھ بھی نہیں کل، مستقبل کس نے دیکھا ہے
ملا ہے جو، بس اسے سنبھالو، وہ نہ راز کہیں کھو جائے

●

یہ دل اب جلتے جلتے بجھ گیا ہے
میرا سب جلتے جلتے بجھ گیا ہے

چراغ اُمید کا بھی جو بچا تھا
پتا کب جلتے جلتے بجھ گیا ہے

نکلتی تھی فقط جس سے دعائیں
وہی لب جلتے جلتے بجھ گیا ہے

دِیا جب جب جلایا گھر سے باہر
وہ تب تب جلتے جلتے بجھ گیا ہے

کرے بھی رازؔ راہیں کس کی روشن
وہ خود اب جلتے جلتے بجھ گیا ہے

اٹھتی ہے گرتی ہے جا کر ساحل سے ٹکراتی ہے
موج بھی کیا پاگل ہے واپس پانی میں مل جاتی ہے

یوں تو اس دنیا کے ساگر میں کیا کیا مل جاتا ہے
پر موتی ہوتا ہے جس میں، سیپ وہی کہلاتی ہے

سب کو سب کچھ پتہ ہے لیکن کہتے ہیں معلوم نہیں
اپنے مطلب کی تو سب کو بات بنانی آتی ہے

عشق و وفا کے توڑ کے وعدے، پیار لوگ پھر کرتے ہیں
وہی حادثے ایک زندگی بار بار دہراتی ہے

رازؔ تصور میں اس کا پیکر پھر سے آ جاتا ہے
چاندنی شاخِ گل کو جب جب کرنوں سے نہلاتی ہے

●

زندگی جب چلی سوچتے سوچتے
موت بھی چل پڑی سوچتے سوچتے
الجھنوں کے تھے جالے ہر ایک سوچ میں
کشمکش ہی ملی سوچتے سوچتے
ذہن سے اس کی یادیں لپٹتی رہیں
رات بھر میں نے پی سوچتے سوچتے
ایک اسی سوچ میں، کہ خطا کیا ہوئی
شمع جلتی رہی سوچتے سوچتے
اس کے وعدوں نے شب بھر نہ سونے دیا
پھر سحر ہو گئی سوچتے سوچتے
جب بھی آئی مہک عشق کی ذہن میں
ایک غزل ہو گئی سوچتے سوچتے
وقت ترکِ تعلق کے شکوے گلے
رازؔ آئی ہنسی سوچتے سوچتے

●

سوچتے ہیں کہ اب وفا نہ کریں
ذہن کو دل سے اب جدا نہ کریں

بڑی مجبور ہے وہ بے کس ہے
زندگی سے کوئی گلہ نہ کریں

پیار کا درد اتنا میٹھا ہے
درد بڑھنے کی کیوں دعا نہ کریں؟

آپ کے خواب چھوڑ بھی دیں ہم
آپ گر خواب میں ملا نہ کریں

رازؔ اچھا ہے کیا ، بُرا کیا ہے
اس کا اب آپ فیصلہ نہ کریں

●

بنا کر تو مجھے' میرے خدا خوش تو ہوا ہو گا
کھلونا میرے جیسا پھر نہیں تجھ سے بنا ہو گا

وہ کیا کیا دیکھ سن کر کس قدر پاگل ہوا ہو گا
کہ جس نے نام دنیا کا خرابا رکھ دیا ہو گا

خدا اچھا کیا تو نے یہ تخلیقِ جہاں کر کے
اب انساں عمر بھر کچھ ڈھونڈنے میں مبتلا ہو گا

خوشی اور غم یہ دونوں زندگی کے رات اور دن ہیں
اجالوں اور اندھیروں کا کوئی تو سلسلہ ہو گا

سمجھ جاؤ گے گر تم رازِ مجبوریٔ انساں کو
تو کوئی باوفا ہو گا نہ کوئی بے وفا ہو گا

●

خوشی جو لوٹی تھی باہر، وہ گھر نہیں آئی
کہ چاند ڈوب گیا اور سحر نہیں آئی

بن گئی زندگی تصویر پہیلی جیسی
روز دیکھی بھی، سمجھ میں مگر نہیں آئی

مجھ کو دیکھا تھا اُفق پر تو اس لیے شاید
کسی کو میری بلندی نظر نہیں آئی

نیند کے پاؤں میں یادوں کی وہ زنجیریں تھیں
رات بھر آتی رہی نیند، پر نہیں آئی

آ گئی عقل جسے راز آ گئی فوراً
جس کو آئی نہ اسے عمر بھر نہیں آئی

●

اتفاقاً زیست نے پایا ہمیں
چند سانسیں دے کے بہکایا ہمیں
روز ایک الجھن نئی الجھا گئی
پھر اسی الجھن نے سلجھایا ہمیں
جب بھی کر بیٹھے تصور موت کا
زندگی نے اور بہلایا ہمیں
زندگی نے رک کے ہر ایک موڑ پر
ایک پہلو اور دکھلایا ہمیں
جب کسی چہرے سے سرکا ہے نقاب
کیا بتائیں کیا نظر آیا ہمیں
جینے کے قابل نہ تھی پھر زندگی
موت نے جب رازؔ ٹھکرایا ہمیں

●

اشک آنکھوں تک تو آیا تھا اسے کیا ہو گیا
آتشِ غیرت کہ خودداری میں جل کر کھو گیا

پیار میں شاید غلاموں کی کوئی قیمت نہیں
پاس میں جتنا گیا وہ دور اتنا ہو گیا

پھول تھے چادر پہ اتنے رات بھر نہ سو سکا
نیند آئی جب تو میں کچھ لکڑیوں پہ سو گیا

دیر و کعبہ میں نہیں بخشے گئے جس کے گناہ
بول کر سچ میکدے میں پاپ سارے دھو گیا

جب رکا تھا قافلہ' میں رات بھر سویا نہیں
جب ہوا وقتِ سفر میں صبح کیسے سو گیا

رازؔ اب کیا ڈھونڈتا ہے تو جہاں کی خاک میں
ساتھ بھی کیا لے کے آیا تھا جو تیرا کھو گیا

●

غمِ فردا بھی نہیں ہے، غمِ دوراں بھی نہیں
نہ بہاروں کا یہ موسم ہے اور خزاں بھی نہیں

رات دن جس کے خیالوں میں ڈوبا رہتا تھا
دیکھ کر اس کو یہ دل آج پریشاں بھی نہیں

ایسا لگتا تھا کہ بچھڑوں گا تو مر جاؤں گا
اس سے اب ہو کے جدا دل یہ پشیماں بھی نہیں

وہ جنوں تھا کہ میں شعلوں سے لپٹ جاتا تھا
اب میں ڈرتا ہوں وہاں سے جہاں دھواں بھی نہیں

دیر تک جا کے پلٹ آتا ہوں میخانے میں
چین اب رازؔ وہاں بھی نہیں یہاں بھی نہیں

●

آنکھ میں کوئی تو ندی ہو گی
برف دل کی پگھل رہی ہو گی
کوئی تقدیر اگر بگڑی ہے
کوئی تقدیر بن گئی ہو گی
اونچے پیڑوں پہ آشیانہ تھا
پہلے بجلی وہیں گری ہو گی
پھول بکھرا تو یہ خیال آیا
کل کلی پھول بن چکی ہو گی
آگ دیکھی تو کیوں لگا ایسا
کوئی دلہن کہیں سجی ہو گی
کھِل اٹھا ہے بہار کا موسم
کھُل کے انگڑائی اس نے لی ہو گی
رازؔ دنیا کے ساتھ چل نہ سکا
اس کی عادت کوئی بری ہو گی

●

زخم دل کے تیرے غم کی شراب سے دھوئے
نہ لگے ان پہ نمک اس لیے نہیں روئے

جو کہہ رہے تھے کہ تم بن نہ نیند آئے گی
وہ میرے بعد بڑے اطمینان سے سوئے

خار ہی خار اُگے رشتوں کے اس گلشن میں
کیا ہوئے بیج وہ میں نے جو پیار سے بوئے

جو ستم ڈھائے زمانے نے اٹھائے تو مگر
اپنے سینے پہ کوئی وزن کب تلک ڈھوئے

تم تو کہتے تھے اُنہیں پا کے پا لیا سب کچھ
آج کیوں راز نظر آتے ہو کھوئے کھوئے

●

کئی پیار دے کے بدل گئے، کئی لے کے پیار بدل گئے
ملے کچھ تو ایسے بھی لوگ جو میرے بن کے یار بدل گئے
وہ ملے تو ہنس کے میں پی گیا، وہ گئے تو پینی پڑی مجھے
تھی وہی شراب، وہی نشہ، وہ مگر خمار بدل گئے
وہ جو میرے حال پہ رو دیا، کہیں اٹھ کے چپکے سے چل دیا
جو ہنسا تھا مجھ پہ وہ رو پڑا، میرے غمگسار بدل گئے
غمِ روزگار کے حادثے، غمِ دو جہاں میں بدل گئے
میں خدا کی باتوں میں آ گیا، میرے کاروبار بدل گئے
میرے غم کی ایک کتاب تھی، جسے پڑھتے پڑھتے میں سو گیا
وہ کیے تھے اس نے جو خواب میں، وہ صبح قرار بدل گئے
میں نے زندگی میں وہی کیا، میرے دوستوں نے جو کہہ دیا
میں خوشی کو ڈھونڈتا رہ گیا، میرے غم ہزار بدل گئے
میں خدا کا ساز تھا عمر بھر، جو بھی سُر لگے میں نے گا دیئے
پڑا شاعری کا یہ شوق جب، میرے سارے تار بدل گئے
مجھے دنیاداری پتہ نہ تھی، میں نے راز سب کو بتا دیا
میرا رازِ غم تو وہی رہا، مرے رازدار بدل گئے

●

داغ آنچل سے غریبی کے چھڑائیں کیسے
چاک دامن میں گناہوں کو چھپائیں کیسے
جس طرف دیکھو اندھیرے کی ہے دیوار کھڑی
پاس بھی آئیں تمہارے تو اب آئیں کیسے
توڑ کر گھر کو بنا ڈالا محل تو تم نے
اس میں اخلاص کے فانوس سجائیں کیسے
وہ جو مجبور تھے ان کا نہ ٹٹولو ماضی
اپنی ذلت کی کہانی وہ سنائیں کیسے
خود پہنتے رہے ہم جھوٹی تسلی کا لباس
خود بگاڑی ہے جو تقدیر بنائیں کیسے
ذہن کے داغ تو دھل جائیں گے مئے سے لیکن
روح پر داغ لگے ہیں جو، مٹائیں کیسے
اب تمہارا بھی ارادہ ہے وفا کا لیکن
راز جو ہاتھ جلائے ہیں ملائیں کیسے

●

نہ پھر بہار میں پہلی سی دلکشی ہو گی
نہ تم ملے تو خزاں جیسی زندگی ہو گی

ہوا کا دیکھ کے رُخ تم بدل گئے ہم سے
کسے پتہ تھا کہ ایسی بھی بے رُخی ہو گی

کسی کو جب بھی نیا عشق ہو گیا ہو گا
ہر ایک بار یہ دنیا حسیں لگی ہو گی

تمام عمر رُلاتی رہے گی وہ ہم کو
خبر نہ تھی کوئی ایسی بھی اک خوشی ہو گی

تمہاری یاد میں خود کو بھلائے بیٹھے ہیں
اب ایسے جینے سے بہتر تو موت ہی ہو گی

تم اپنی بات کرو، دوش زمانے کو نہ دو
کبھی، کہیں، کوئی غلطی تو راز کی ہو گی

●

زندگی سے مل گیا بھی کچھ تو کیا مل جائے گا
اس سے جس دن چھوٹ جائیں گے، خدا مل جائے گا
مر ہی جانا ہے اگر تو کل بھی کیا اور آج کیا
اور کچھ دن جی لیے تو کیا بھلا مل جائے گا
اس نے بھیجا، ہم جیے، جیسے بھی جی سکتے تھے ہم
اب جو لوٹیں گے گناہوں کا گلہ مل جائے گا
درد و غم، رنج و الم اور اپنے لوگوں کے فریب
گر جیے تو جو نہیں اب تک ملا، مل جائے گا
گھوم کر آنا پڑا ہے غم کی راہوں سے ہمیں
سچ کا ہم سمجھے تھے سیدھا راستہ مل جائے گا
رہ نہ جائے راز اپنی جستجو میں کچھ کسر
دیکھنا اس لاپتہ کا بھی پتہ مل جائے گا

●

میں گیا تو کیا کسی کا جائے گا
یہ زمانہ یوں ہی چلتا جائے گا
وہ کسی کا بھی رہے، بس خوش رہے
مجھ سے اس کا دکھ نہ دیکھا جائے گا
اس کو پھر کس بات کی ہو گی کمی
اپنی مرضی سے جو لوٹا جائے گا
کوئی سمجھانے سے سمجھے گا نہیں
کھائے گا ٹھوکر، سنبھلتا جائے گا
عشق ایک احساس ہے، رشتہ نہیں
جتنا باندھو گے بکھرتا جائے گا
دے ہی ڈالا آج اس کو اپنا دل
اب جو ہو گا راز دیکھا جائے گا

ہر خوشی پر وقت کی پرچھائیاں پڑ جائیں گی
آج کے چہرے پہ کل تک جھریاں پڑ جائیں گی

وقت بھی اب ساتھ میرے کب تلک چل پائے گا
اس کے پاؤں میں بھی اک دن بیڑیاں پڑ جائیں گی

آگ تو جنگل کی تھی پر کس کو یہ معلوم تھا
راستے میں اس کے بھی کچھ بستیاں پڑ جائیں گی

سوچنے والے تھے ہم اور تم مگر کیا تھا پتہ
سوچ کی دیواریں اپنے درمیاں پڑ جائیں گی

اس قدر سنگین جرم عشق ہے، سمجھا نہ تھا
کیا خبر تھی روز اپنی پیشیاں پڑ جائیں گی

جو بھی کچھ کرتا ہے کوئی رازؔ کرنے دو اُسے
عقل کی گر بات کی تو گالیاں پڑ جائیں گی

●

وہ کھیلتا ہی رہا اور میں بے صدا ہی رہا
سمجھ کے مجھ کو کھلونا وہ توڑتا ہی رہا

اسی امید پہ شاید کہ وہ پلٹ آئے
کسی آہٹ کے بنا در میں کھولتا ہی رہا

شمع یادوں کی جلائی تو بجھا دی دل نے
ہر طرف ایک اندھیروں کا سلسلہ ہی رہا

آج کے دور سے میں خود ہی تھا شاید غافل
توڑ کر بھی وہ میرے دل کو بے خطا ہی رہا

رازؔ جو ہوتا ہے آخر' وہی ہوا آخر
میں ڈوبتا ہی رہا اور وہ دیکھتا ہی رہا

کوئی آواز نہ دل میں ہے، نہ باہر کوئی
پر یہ سناٹا ہے اک شور سے بڑھ کر کوئی

میں تیری راہ میں خوشیوں کو بچھاؤں کیسے
سلسلہ دل میں غموں کا ہے برابر کوئی

کل تلک جان تھا پر آج میں تیرا کیا ہوں
کیسے پل بھر میں بدل جاتا ہے اکثر کوئی

بنتے بنتے تیری تصویر مٹی جاتی ہے
کیا مری آنکھ سے چھلکا ہے سمندر کوئی

دوں کسے زخم یا پھر پھوڑ لوں خود سر اپنا
کیوں میرے دل کو بنا کر گیا پتھر کوئی

ایسے ٹوٹو گے کہ پھر راز نہ جڑ پاؤ گے
تم کبھی لینا زمانے سے نہ ٹکر کوئی

●

اب ترے شہر بھی آئے تو گزر جائیں گے
پھر کبھی ہم تیری دنیا میں نہیں آئیں گے
تیرے احسانوں کا ہم بوجھ لیے پھرتے ہیں
قرض انسر کا بھلا کیسے چُکا پائیں گے
تجھ سے جو لائے تھے برباد کر چکے سب کچھ
اب جو لوٹیں گے تیرے پاس تو کیا لائیں گے
کر کے حاصل بھی یہاں کچھ نہیں حاصل ہو گا
جو خوشی خود ہی لُٹائیں گے، وہی پائیں گے
مل کے جن لوگوں سے پچھتائے ہیں اس دنیا میں
حشر کے دن وہ ہمیں دیکھ کے پچھتائیں گے
زخم کتنے بھی ہمیں رازؔ زمانہ دے لے
ہم زمانے سے کبھی مات نہیں کھائیں گے

●

روز چہرہ بدل کے ملتی ہے
پر کہاں زندگی بدلتی ہے
پھوٹ پڑتے ہیں باندھ پلکوں کے
دل میں ایک آس جب پگھلتی ہے
اک ٹھنڈی چتا ہے ہجر کی آگ
نہ تو بجھتی ہے اور نہ جلتی ہے
جب بھی چلتی ہے وقت کی لاٹھی
اس کی آواز کب نکلتی ہے
موت کچھ دیر کو سنبھال بھی لیں
زندگی کب مگر سنبھلتی ہے
ذکر چھوڑو بھی اب جوانی کا
راز پھر آرزو مچلتی ہے

●

نہ تو اس کا ' نہ کچھ میرا جاتا
گر نہ مجھ کو یہاں خدا لاتا
کیسے بھولوں وہ دن لڑکپن کے
کاش ' وہ وقت لوٹ کر آتا
دکھ میرا کچھ ذرا تو کم ہوتا
جاتے جاتے وہ کچھ تو کہہ جاتا
عمر بھر ڈھونڈتا رہا کیا کیا
کچھ نہیں تھا جہاں میں ' کیا پاتا
مجھ میں ہوتی نہ اتنی کڑواہٹ
میں اگر اتنے غم نہیں کھاتا
میں ہوا اس کا ' وہ میرا نہ ہوا
رازؔ کب تک نبھاؤں یہ ناتا

●

غم کا مجھ کو پتہ نہیں ہوتا
تجھ سے گر میں ملا نہیں ہوتا

خالی خالی سا جہاں لگتا ہے
جب تصور تیرا نہیں ہوتا

دل کسی اور کو جگہ نہ دے
کبھی اتنا بھرا نہیں ہوتا

جب بھی بکتے ہیں کچھ غریب بدن
کوئی سودا کھرا نہیں ہوتا

کوئی کتنا بھی ہو بڑا لیکن
اپنے قد سے بڑا نہیں ہوتا

عقل دے کر ہی راز جاتا ہے
غمِ دوراں بُرا نہیں ہوتا

●

میں تار تار ہوں کیسے مجھے قرار ملے
ملے جو تار تو سُر کیسے بار بار ملے

اس سے کیا جانے میں کیوں ہارتا رہا برسوں
گو جیتنے کے بھی موقعے تو بے شمار ملے

قدم قدم پہ ملے غم تمام عمر مجھے
وہ غم بڑھا کے گئے جو بھی غم گسار ملے

وہ پھول روز جو جھڑتے تھے ان کے ہونٹوں سے
انہیں کے خار مجھے آج دل کے پار ملے

بس ایک پھول ہی دل میں میرے کھلے تو بھی
کہاں کہا کہ مجھے عمر بھر بہار ملے

کسی نے کچھ نہ دیا رازؔ بے طلب ہو کر
ملے ہیں سانس بھی جیسے کوئی ادھار ملے

●

جو آئے لوٹنے ہم کو، وہ کچھ لٹا کے گئے
جو ہم کو جیتنے آئے تھے مات کھا کے گئے

انہوں نے ہم کو بلایا جب اپنی محفل میں
تو لوٹنے کی بھی ہم کشتیاں جلا کے گئے

انہوں نے اپنی نظر سے جب اک سلام کیا
اٹھا کے سر کو جو آئے تھے، سر جھکا کے گئے

یوں ہم نے باتیں بنا کر، بنا دیا ان کو
جھگڑنے آئے تھے لیکن وہ مسکرا کے گئے

جو ایک فون انہیں آ گیا ذرا گھر سے
تو کچھ نہ پوچھئے کیسے وہ ہڑبڑا کے گئے

یہ دل چہکتا رہا اور گھر مہکتا رہا
غریب خانے میں جب بھی وہ رازؔ آ کے گئے

●

وہ دل جو ڈھونڈ رہے ہیں کہیں نہیں ملتا
کہ جیسے ہم ہیں، ہمیں کوئی تو کہیں ملتا

نقاب چہروں پہ رکھ کر ہی لوگ ملتے ہیں
یہاں پہ کوئی نہیں قابلِ یقیں ملتا

ملے گا کچھ بھی نہ جنت میں اور نہ دوزخ میں
اگرچہ ملنا تھا کچھ، کیوں نہ پھر یہیں ملتا

ہمیں سے وقت کو جنبش بھی مل گئی ورنہ
یہ صدیوں پہلے جہاں تھا کھڑا وہیں ملتا

تمام عمر یہ گزری ہے مفلسی میں رازؔ
تو کیسے کوئی یہاں ہم کو ہم نشیں ملتا

سب کو جانچا، سب کو پرکھا، خود کو پرکھنا بھول گیا
ساری دنیا سمجھ لی میں نے، خود کو سمجھنا بھول گیا
یاد ہے ایک اک سپنا اب بھی، جو دیکھا اور ٹوٹ گیا
جو بھی ہوا ہے پورا سپنا، وہ ہر سپنا بھول گیا
ڈھونڈ رہا تھا اپنا چہرہ دنیا کے آئینوں میں
جب سے دیکھا میں نے تجھ کو ہر آئینہ بھول گیا
سیکھ لی میں نے دنیا داری، ایسا مایا جال بُنا
غیروں کو اپنایا لیکن کون تھا اپنا بھول گیا
بڑے جتن سے باغ لگایا، رنگ برنگے پھولوں کا
جس بادل سے آس لگائی وہی برسنا بھول گیا
بات وفا کی نکلے تو میں بات بدل جاتا تھا راز
آج مگر کچھ اتنی پی لی، بات بدلنا بھول گیا

●

یوں کوئی لمحہ کبھی دل میں اتر جاتا ہے
جب بھی دیکھو، وہی آنکھوں میں چلا آتا ہے

اس طرح ذہن میں چھپ جاتی ہیں کچھ تصویریں
وقت کا ہاتھ نہیں ان کو مٹا پاتا ہے

وہ جو خوشیوں کی ہر اک حد سے گزر جاتا ہے
عمر بھر بس وہی لمحہ ہمیں تڑپاتا ہے

جب زمانہ کہیں اک موڑ غلط لیتا ہے
ایک لمحہ کئی صدیوں پہ ستم ڈھاتا ہے

غم کے دریا میں تب اٹھتی ہیں درد کی لہریں
رازؔ جب آنکھ سے آنسو کوئی برساتا ہے

پاؤں کے یہ چھالے نہیں پھوٹیں گے وہاں تک
ہم ڈھونڈتے آئیں گے تیرے در کو جہاں تک

ظلموں سے ڈرا رہتا تھا جن کے یہ زمانہ
وہ لوگ بچا پائے نہیں اپنا نشاں تک

ایک جھوٹ کی دنیا میں ہی جینا ہے ہمیں جب
سچ بول کے چل پائیں گے ہم کیسے' کہاں تک

جب نکلے تھے ہم فکر و عبادت کی راہ پر
کوئی نہ ملا دَیر و حرم اپنے مکاں تک

یاروں کی غلط فہمیاں سہتے بھی رہے ہم
آیا نہ مگر رازؔ گلہ کوئی زباں تک

●

ایک دردِ دل تھما سا ہے، نکلا نہیں ہے وہ
ٹوٹا ہے آئینہ، ابھی بکھرا نہیں ہے وہ

مجبوریاں ہیں اس کی، وہ مجھ سے الگ ہے آج
پر دل سے تو اب تک کبھی بچھڑا نہیں ہے وہ

دنیائے تصور ہے میری یا کوئی جادو
ہر وقت میرے ساتھ ہے، ملتا نہیں ہے وہ

رشتہ جو درد کا کئی جنموں سے ہے اپنا
ٹوٹا بھی ہے، چلتا بھی ہے، مٹتا نہیں ہے وہ

میرا تھا، تبھی تو وہ ہوا مجھ سے بے وفا
کیسے میں کہوں رازؔ کہ اپنا نہیں ہے وہ

●

پتہ ہی اب نہیں کیا کر رہا ہوں
میں کس خواہش پہ اتنا مر رہا ہوں

بنانا ہی نہ آیا آشیانہ
کئی صدیوں سے میں بے گھر رہا ہوں

جنونِ عشق کی یہ حد ہے شاید
میں اپنے آپ سے اب ڈر رہا ہوں

کوئی خاکے بنا کر دے گیا تھا
میں بیٹھا رنگ ان میں بھر رہا ہوں

سمجھ لو بس کہ یہ عادت ہے میری
جو چاہا راز میں پا کر رہا ہوں

●

بس یہ دیکھنے کو جہاں آباد ہے
دل ہر اک لیکن یہاں برباد ہے
اُف جوانی کے وہ ہنگامے نہ پوچھ
یہ گھٹن اب دوست، ان کی یاد ہے
ہر خوشی کی کوکھ میں پلتا ہے غم
غم، خوشی کی ناخلف اولاد ہے
جینا مشکل اور مر سکتے نہیں
کیسی دیکھو عشق کی بے داد ہے
کیا مقدر بھی بنا ڈالا خدا
جس کو دیکھو، ایک ہی روداد ہے
ایک موقع اور مل جائے خدا
بس یہی ہر شخص کی فریاد ہے
رازؔ جانا ہے تو چل دے ان کے ساتھ
اب فرشتہ ہے یا وہ صیاد ہے

چاہ میں جینے کی ہم مرتے رہے
نت نئے سانچے میں ہم ڈھلتے رہے
بن سکیں کندن ' اسی خواہش میں ہم
عمر بھر اک آگ میں جلتے رہے
کوئی منزل ہی نہ تھی ' رکتے کہاں
گرتے پڑتے ٹوٹتے چلتے رہے
کرنا کیا کیا چاہتے تھے ہم ' مگر
زندگی بھر جانے کیا کرتے رہے
کیا ہیں ہم اور کیا ہے دل سمجھے بھی کون
جیب کی جانب ہی سب تکتے رہے
بے وفا شاید نہ تھے وہ بھی مگر
شک ہمارے ہی ہمیں ڈستے رہے
بے مہک پھولوں کے اس بازار میں
کتنے پھولوں سے بدن بکتے رہے
رازؔ کیا لائے تھے ' کیا لے جائیں گے
عمر بھر دنیا سے کیوں لڑتے رہے

●

غم سے پردہ ہٹا دیا آخر
دشت کو گھر بنا دیا آخر
بے رخی ان کی دیکھ کر ہم نے
چاک دامن سلا دیا آخر
عمر بھر سب کی ٹھوکریں کھا کر
دل کو پتھر بنا دیا آخر
برق سے دوستی بڑھی اتنی
آشیاں خود جلا دیا آخر
لَو سلگتی تھی، شمع روتی تھی
خود کو اس نے بجھا دیا آخر
بے وفا، سچ ہے جھوٹ بولا ہے
درد سے تو بچا دیا آخر
موت کی راز ایک سیاہی نے
سارا لکھا مٹا دیا آخر

●

جو دنیا ہم ڈھونڈ رہے تھے، وہ دنیا بھی مل جائے گی
کالی رات کو کاٹ کے دیکھو، صبح کی لالی مل جائے گی
مانا ظلموں کے سائے میں کچھ نہ اُگے گا، کچھ نہ ملے گا
لہو سے حسرت سینچ کے دیکھو، آنکھ کو سرخی مل جائے گی
اک دن تو انصاف ملے گا، بھوکے ننگے مجبوروں کو
انہیں بھی اک دن طاقت والوں کی کمزوری مل جائے گی
انساں نے کتنی صدیوں سے خادم سمجھا ہے قدرت کو
دیکھنا اک دن سورج کی گرمی میں دھرتی مل جائے گی
رہا کبھی، نہ کبھی رہے گا ایک سا دور زمانے میں
آج جو دھرتی پر سوتے ہیں، ان کو کرسی مل جائے گی
اگر نہ اب بھی بدلا انساں تو بس راز یہی ہو گا پھر
آج کے ہنستے کھیلتے بچوں کو بربادی مل جائے گی

●

تمہیں ہے یا کہ نہیں، مجھ سے پیار، کچھ تو کہو
اب اور کتنا کروں انتظار، کچھ تو کہو
جو کہہ نہ پاؤ زباں سے، نظر سے کہہ ڈالو
کرو نہ اور مجھے بے قرار، کچھ تو کہو
تمہارے دل میں کوئی اور ہے تو ہونے دو
مجھے بھی دیکھ کے تم ایک بار، کچھ تو کہو
روز وعدہ کہ بس اس رات قیامت ہو گی
کروں یا اب نہ کروں اعتبار، کچھ تو کہو
ہرا ہے رنگ حنا کا مگر ہے سرخ اثر
مجھے فریب ہی دو میرے یار، کچھ تو کہو
ترس گئی ہیں تمہیں دیکھنے کو اب آنکھیں
بتاؤ آئے گی پھر کب بہار، کچھ تو کہو
دیئے ہیں زخم جو تم نے وہ کب بھریں گے راز
اے میرے دوست، میرے غم گسار، کچھ تو کہو

ڈوبے نہیں تو کیا اُبھرو گے
بگڑے نہیں تو کیا سدھرو گے

کانٹا بننا ہی بہتر ہے
پھول بنو گے تو بکھرو گے

جس کو دو گے سب کچھ اپنا
اسی کی آنکھوں میں اکھرو گے

نکلو ساحل کی دلدل سے
موجِ دریا میں نکھرو گے

جب دنیا سے جانا ہو گا
توڑ کے سب بندھن گزرو گے

رازِ عشق گر ہو گا سچا
ایک روز آخر نکھرو گے

●

کہیں کھو گئے تم کہیں کھو گئے ہم' کرے کون اب ٹوٹے رشتوں کا ماتم
یہاں خود سے ہی کس کو ملتی ہے فرصت ہر ایک محو ہے خود پرستی میں ہر دم
لٹے سے ہیں ہم بھی' لٹے سے ہو تم بھی' اگر تم کو کچھ دے بھی دیں ہم تو کیا دیں
بکھر کر پریشان ہیں ساری خوشیاں' سمٹ کر ہیں پہلو سے لپٹے ہوئے غم
محبت کی باتیں بہت ہو چکی ہیں' چلو اب عداوت کا بھی دور دیکھیں
یہ قدرت کا قانون ہی تو ہے آخر' بدل کر ہی رہتا ہے ہر ایک موسم
کہاں اب ادائیں وہ شرم و حیا کی' حسینوں کی بے باکیاں دیکھئے تو
شرارت کے خنجر چلاتی ہیں آنکھیں' نگاہیں لگاتی ہیں زخموں پہ مرہم
سوا خواب کے اور کچھ بھی نہیں تھی' جسے عمر بھر ہم سمجھتے تھے دنیا
اداکار ہی تو وہ تھے جو ملے تھے' کبھی بن کے رہزن کبھی بن کے محرم
جیے خوب ہم راز دنیا میں آ کر' کبھی جھوٹ کہہ کر کبھی جھوٹ سن کر
کہ بھرتے رہے دوستی کا سبھی دم' کسے کہتے دشمن' کسے کہتے ہمدم

●

میری کوششوں سے نہ کچھ ہوا، چلا عمر بھر یہی سلسلہ
میں جو مانگتا تھا ملا نہیں، میں نے جو نہ چاہا وہ مل گیا

کری دشمنوں سے بھی دوستی، کبھی دوستوں سے بھی دشمنی
مجھے زندگی نہ سمجھ سکی، نہ میں زندگی کو سمجھ سکا

مجھے ایک روز خدا ملا، لگا پوچھنے میری خواہشیں
وہ تو سنتے سنتے تھکا نہیں، اسے کہتے کہتے میں تھک گیا

نہ تو غم ہے کچھ، نہ خوشی ہی کچھ، ہیں یہ دونوں درد کے جام بس
کبھی غم کی تہہ میں خوشی ملی، کبھی غم خوشی سے چھلک پڑا

کہوں کیا میں راز کہ عشق میں، جو قدم قدم پہ تھے مرحلے
کبھی موت راہ بدل گئی، کبھی وقت راہ بدل گیا

●

ہو گئے ہم کیوں جدا، اب کیا کہیں، جانے بھی دو
ہاں، ہماری تھی خطا، اب کیا کہیں جانے بھی دو

رات بھر شکوے گلے چپ چاپ ہم سنتے رہے
کچھ نہیں تھا ماجرا اب کیا کہیں جانے بھی دو

پائی جب منزل جنوں میں، ہم سفر سب کھو گئے
اور کیا کیا کھو دیا، اب کیا کہیں جانے بھی دو

زندگی نچ مفلسی ایک نقش بن کر رہ گئی
وہ ہوئے کیوں بے وفا اب کیا کہیں جانے بھی دو

ایک ہی گھر میں رہے پر دل کے در کھولے نہیں
کیوں رہا یہ فاصلہ، اب کیا کہیں جانے بھی دو

جب اٹھا طوفان وہ مجھ سے کنارا کر گئے
ہو گیا جو ہو گیا، اب کیا کہیں جانے بھی دو

راز جتنے تھے وہاں، قاتل کا تھا سب کو پتا
کیوں رہے سب بے صدا، اب کیا کہیں جانے بھی دو

●

تیری تصویر سے باتیں ہوئی ہیں
بڑی گہری ملاقاتیں ہوئی ہیں

میرے خوابوں میں تو آتا تو کیسے
کہ دن جیسی میری راتیں ہوئی ہیں

نہیں زخموں کا میرے رنگ بدلا
گو اتنی غم کی برساتیں ہوئی ہیں

خدا نے ایک سا سب کو بنایا
تو کیوں انساں کی سو ذاتیں ہوئی ہیں

بتائیں راز کیا کس کی بدولت
جگر پہ بے سبب گھاتیں ہوئی ہیں

●

روز وہ جو دل میں آتے تھے اب آتے ہی نہیں
ہم بھی اب ہار گئے ان کو بلاتے ہی نہیں

یہ نہیں سچ ہے کہ وہ روئے ہیں، ہم روئے نہیں
یہ مگر سچ ہے کہ ہم درد بتاتے ہی نہیں

دعویٰ عشق تو سب کرتے ہیں ہم کیا سمجھیں
لوگ چہروں سے نقابوں کو ہٹاتے ہی نہیں

کیا زمانہ تھا، ادب تھا، حیا تھی آنکھوں میں
اب تو محفل میں وہ پلکوں کو جھکاتے ہی نہیں

وار پہلے بھی ہوا کرتے تھے، چھپ چھپ کے مگر
لوگ اب ہاتھوں میں خنجر کو چھپاتے ہی نہیں

راز عرصے سے خدا کو ہے انتظار مگر
حادثے اتنے ہوئے، تم ہو کے جاتے ہی نہیں

●

روٹھتی ہے کوئی تقدیر جب زمانے میں
عمر کٹ جاتی ہے ساری اسے منانے میں

لوگ ملتے ہیں، بچھڑتے ہیں، بدل جاتے ہیں
وقت کھو دیتے ہیں رشتوں کو آزمانے میں

جو توقع نہیں رکھتا ہے کسی سے کوئی
اس کو کچھ فرق نہیں اپنے یا بیگانے میں

کون کہتا ہے کہ پتھر میں دل نہیں ہوتا
ہم نے بت دیکھے ہیں روتے ہوئے بت خانے میں

نہ یہ دنیا ہے ہماری نہ وہ دنیا اپنی
فرق پھر کیا، یہاں آنے یا چلے جانے میں

ہوش کس کو ہے یہاں، کون سنبھالے کس کو
سب پڑے بیٹھے ہیں، ساقی تیرے میخانے میں

شمع نے کی نہ کوئی بات نہ وعدہ کوئی
راز پھر کون سا جذبہ تھا یہ پروانے میں

●

یاد آتی بھی ہے تری تو بھلا دیتا ہوں
میں غمِ عشق کو اس طرح دغا دیتا ہوں

پھول مرجھا گئے خوشبو بھی نہیں ہے باقی
آ تیری راہ میں پلکوں کو بچھا دیتا ہوں

ایک تاریک خلاء لگتی ہے جب یہ دنیا
میں تیرے نام کی ایک شمع جلا دیتا ہوں

اب تو لگتا ہے ضرورت ہی نہیں کچھ مجھ کو
اپنے ارمانوں کو اس طرح لٹا دیتا ہوں

عادتاً آہ نکل جاتی ہے ہونٹوں سے مگر
مت سمجھ راز کہ میں تجھ کو صدا دیتا ہوں

●

عشق تو عکسِ خدا ہوتا ہے
کون پھر اس سے بڑا ہوتا ہے
غمِ ہجراں کو لگا لو سینے
درد ہی دل کی دوا ہوتا ہے
ہر خوشی بس اُدھار ملتی ہے
غم سے پھر قرض ادا ہوتا ہے
جو شرافت بہت دکھاتا ہے
وہ گناہوں سے لدا ہوتا ہے
جو نہ للچائے اچھے چہرے پر
دل کب اتنا بھی بھرا ہوتا ہے
رازؔ تم کون ہو کہنے والے
کیا بھلا اور بُرا ہوتا ہے

●

یاد آئے تو کیا کیا جائے
بھول کر زندگی جیا جائے

بیش قیمت دیا ہے غم اس نے
جاں کا تحفہ اُسے دیا جائے

اپنے ہاتھوں سے جس کو چاک کیا
پھر گریباں وہ کیوں سیا جائے

روز اپنا لہو پلاتے تھے
آج اپنا لہو پیا جائے

رازؔ اتنے ملے ہیں رنج و الم
اور دنیا سے کیا لیا جائے

●

کیا کہیں ہم جہاں میں کیا دیکھا
دوستوں میں بھی فاصلہ دیکھا

جانے کتنے فضول رشتوں میں
زندگی کو بٹا ہوا دیکھا

عشق کا ذکر جب کہیں آیا
ایک فریبوں کا سلسلہ دیکھا

فرق تھا بھی تو صرف لہجے میں
فطرتاً سب کو ایک سا دیکھا

رازِ انساں کو ڈھونڈتے ہی رہے
جو بھی دیکھا ' خدا بنا دیکھا

●

کرو کچھ بھی، کوئی سمجھتا نہیں کچھ
بنا بات بگڑے سنورتا نہیں کچھ
بہت سوچ کر اس نتیجے پہ پہنچے
بہت سوچنے سے بدلتا نہیں کچھ
لہو اشک و جاں جب تلک مل نہ جائیں
امیدوں کے سانچوں میں ڈھلتا نہیں کچھ
کسی سائے میں بیج کوئی نہ بونا
کہ برگد کے نیچے نکلتا نہیں کچھ
اسی کے کرم سے اگر ہو تو ہو کچھ
اب اپنے سنبھالے سنبھلتا نہیں کچھ
خلاؤں میں کیسے کھڑی ہے یہ دنیا
خدا گر نہ ہوتا تو چلتا نہیں کچھ
نکلتا دھواں اور نہ آنکھیں برستیں
اگر رازؔ سینے میں جلتا نہیں کچھ

●

تیری طرح صدا دے کر یہ پھر کس نے پکارا ہے
سہارا سا لگا ہے چاہے تنکے کا سہارا ہے

سمجھ پایا نہیں میں زندگی ایک عمر گزری ہے
وہی کشتی' وہی طوفاں' وہی موجوں کا دھارا ہے

ہر ایک پل' ہر قدم' ہر سو یہاں ہر جاں کو خطرہ ہے
بچا جو راہ میں آخر اسے منزل نے مارا ہے

بھری ہے اتنی مایوسی ہر ایک انسان کے دل میں
جو انساں سب سے جیتا بھی ہے وہ قسمت سے ہارا ہے

ہیں بھیڑیں خواہشوں کی رازؔ دنیا میں جدھر دیکھو
وہ جس نے دل نہیں مارا ہے اس کو غم نے مارا ہے

●

ترک رشتہ ہو گیا پر یاد تو کرنا پڑا
ٹوٹ کر بھی دل کو غم کی آگ میں جلنا پڑا
چار دن کی زندگی اور راستہ اتنا طویل
چار دن جینے کی خاطر عمر بھر چلنا پڑا
کیسے دنیا کو دکھاتے اپنے دل کے کہنہ داغ
زندگی روتی رہی لیکن ہمیں ہنسنا پڑا
جگنوؤں کی بھیڑ تھی ساون کی راتوں میں مگر
روشنی کے واسطے بجھ بجھ کے خود جلنا پڑا
چاند، تارے اور سورج سے بھی اونچا آسماں
دور کچھ جا کر زمیں پہ اس کو بھی جھکنا پڑا
دل کی بیزاری سے کتنے دوست ہم نے کھو دیئے
رازؔ خود اپنے ہی دل سے بارہا لڑنا پڑا

●

بات کرتے ہو وفا کی، مگر وفا کیا ہے
ایک احساس کی زنجیر کے سوا کیا ہے
کتنی مجبوریاں زنجیریں توڑ دیتی ہیں
یا تو زنجیروں کی کڑیاں مروڑ دیتی ہیں
جھوٹ اور سچ کا بھی رشتہ بڑا قریب کا ہے
جیسے رشتہ کسی فیاض سے غریب کا ہے
لوگ اپنوں سے پیش آتے ہیں بے رحمی سے
بے وفا ہوتے ہیں اکثر وہ غلط فہمی سے
بے وفا کا کوئی آساں نہیں ظاہر ہونا
عشق میں کچھ تو ضروری بھی ہے شاطر ہونا
فائدہ گر نہ دکھے عشق نہیں ہوتا ہے
بے غرض جس کی محبت ہے راز روتا ہے

●

مرے دل بتا تجھے کیا کہوں مجھے خود ہی اپنی خبر نہیں
میری زندگی پہ بھی غالباً تیری دھڑکنوں کا اثر نہیں

ملی کتنی بار مجھے مگر رہی ساتھ کوئی نہ روشنی
جسے ظلمتیں نہ نگل گئیں یہاں ایسی کوئی سحر نہیں

یہ چراغ لے کے چلے کہاں کسے ڈھونڈتے ہو جہان میں
جو کسی کے درد کو بانٹ لے یہاں ایسا کوئی بشر نہیں

وہی زندگی، وہی راستہ، وہی قافلے، وہی راہزن
وہی سایہ موت کا ہر قدم کوئی خوشگوار سفر نہیں

جو بنا ہے مٹ کے رہے گا وہ یہی اس جہاں کا نظام ہے
نہ تو زندگی کا، نہ موت کا، کہیں مستقل کوئی گھر نہیں

چلو رازؔ اٹھ کے چلو وہاں، جہاں غم ہے کوئی نہ درد ہے
بڑے ظالموں کا ہے شہر یہ کہ انہیں خدا کا بھی ڈر نہیں

●

مجھے لگا کہ میرے ساتھ ہے کوئی سایہ
نظر گھمائی تو کوئی نہیں نظر آیا

میں گن تو لوں بھی مگر گن کے بھی حاصل کیا ہے
کیا زمانے کو دیا میں نے اور کیا پایا

میں کب سے ڈھونڈتا پھرتا ہوں نقشِ پا اس کا
جو میرے دل میں رہا ساتھ چل نہیں پایا

آنکھ اب کھلتی ہے ہر دن میری میخانے میں
یوں اپنی الجھی ہوئی زندگی کو سلجھایا

میں کیا ہوں، کون ہوں، یہ عمر بھر نہ سمجھا راز
نہ جانے کیسے مجھے کون کیوں یہاں لایا

●

جب خوشی ملتی ہے دل کیوں میرا گھبراتا ہے
کیا اسے بھولا ہوا یاد کچھ آ جاتا ہے
راہِ اُلفت میں کبھی جب کہیں کھو جاتا ہوں
عشق خود اٹھ کے مجھے راستہ دکھاتا ہے
سن تو لیتا ہوں، سمجھ میں نہیں پاتا اس کو
پینترے مجھ کو محبت کے جو بتلاتا ہے
بند جب کرتا ہوں آنکھیں وہ تبھی دکھتا ہے
آنکھ کھولوں تو وہ غائب کہیں ہو جاتا ہے
جب بھی دیکھوں کسی کم ظرف کو مدہوشی میں
جام ہاتھوں میں میرے کیسے اُبل جاتا ہے
رازؔ کیوں اس کے بچھڑنے کا یقیں اب بھی نہیں
کوئی آہٹ ہو تو لگتا ہے کہ وہ آتا ہے

●

جسے ہم پھول دیتے ہیں وہ پتھر لے کے آتا ہے
کریں ہم کیا' ہر اک اپنا مقدر لے کے آتا ہے

ڈبو دی ہم نے جس رشتے کی کشتی' اس کے کچھ ٹکڑے
ابھی تک غم کی لہروں میں سمندر لے کے آتا ہے

ہجوم اتنے غموں کے ہم سے ٹکراتے ہیں آ آ کر
کہ جیسے ظلم کی فوجیں سکندر لے کے آتا ہے

کبھی جب ذہنِ آوارہ میں آتا ہے خیال اس کا
تو وہ پھر درد کو دل تک برابر لے کے آتا ہے

نہیں بنتی جب اس کی بات' باتوں کے بنانے سے
وہ ظالم راز پھر نظروں کے خنجر لے کے آتا ہے

●

میں نے سوچا بھی نہیں کچھ، کبھی مانگا بھی نہیں
تیری خوشیوں کے سوا کچھ کبھی چاہا بھی نہیں

عمر بھر تجھ کو میں سمجھا ہوں خوشی کا مطلب
اور بھی کوئی خوشی ہوتی ہے، جانا بھی نہیں

میکدے آنکھوں کے، لب جام، صراحی گردن
وہ پلاتا بھی ہے، اور ہاتھ میں پیالہ بھی نہیں

وہ حجابوں میں چھپاتا ہے یوں شباب اپنا
خود ہی ڈھلکا کے حجابوں کو اٹھاتا بھی نہیں

دل و دماغ ہی کیا، روح بھی نورانی ہے
کچھ چھپاتا بھی نہیں رازؔ بتاتا بھی نہیں

●

وہ جو دل کہ جس میں غزل ہوئی، کبھی دل وہ تنہا رہا نہیں
وہ کرے جو خود سے ہی گفتگو، اسے کیا جو کوئی ملا نہیں

میرا عشق اور یہ تشنگی، میری دوستی میری بندگی
میری بےخودی، میری شاعری، کوئی ان میں غم کی دوا نہیں

میرا کام ہے تیری جستجو، تیرا غم ہے اب میری آبرو
مجھے کیوں نہ ہو تیری آرزو، میرا کوئی تیرے سوا نہیں

تیرا انتظار بہت کیا، میرے دل میں جلتا رہا دِیا
میں نے گھونٹ گھونٹ لہو پیا، مگر اس سے بڑھ کے مزا نہیں

کئی ظلم کر کے بھی خوش نہ تھے، کئی ظلم سہہ کے بھی خوش رہے
وہ جو راز چین گنوا چکا، کوئی اس سے بڑھ کے سزا نہیں

مجھے کیا خبر ہو جہان کی ' مجھے خود ہی اپنی خبر نہیں
نہ تو کوئی راہ ' نہ منزلیں ' کوئی آستاں ' کوئی در نہیں

میں پھنسا ہوں دشتِ جہان میں ' مجھے ہر قدم پہ ہے ڈر کوئی
مجھے اور کوئی بھی خوف ہو ' راہ بھولنے کا تو ڈر نہیں

کہاں جا رہا ہوں ' یہ فکر کیا ' میرے ساتھ ہے میری بے خودی
ہوں میں بے نیاز ' بے مدعا ' کہیں آخری تو سفر نہیں

میرا اس جہاں میں قیام ہے ' میرا اس جہاں میں مقام ہے
میرے دو جہان ہیں پھر بھی کیوں ' میرا مستقل کوئی گھر نہیں

میں یہ کائنات سمجھ بھی لوں ' تو سمجھ کے بھی میں کروں گا کیا
میں نے جو بھی سمجھا ہے آج تک ' کوئی مجھ پہ اس کا اثر نہیں

کوئی بات کڑوی لگے اگر ' تو بھی دوست اس کا ہے فائدہ
وہ شجر تو راز ہے نیم کا ہوا کیا جو اس پہ ثمر نہیں

اندھیرا ذہن کا آخر کوئی مٹا تو گیا
ہمارے دل کو کوئی پیار سے جلا تو گیا
ہے غم جدائی کا بھاری پر ایک ہی تو ہے غم
وہ روز روز کے جھگڑوں کا سلسلہ تو گیا
وفا کی راہوں میں بھٹکے ہوئے تھے ہم کب سے
وہ ہم کو دے کے دغا راستہ دکھا تو گیا
وہ زندگی تو کبھی ہم کو دے نہ پایا مگر
جہاں میں جینا ہے کیسے ہمیں سکھا تو گیا
جو ہم کو کر گیا برباد دعا دیں اس کو
ہمیں ہمارا خدا یاد وہ دلا تو گیا
خود اپنا گھر تو اُجاڑا ہے 'راز' نے لیکن
وہ ایک یادوں کا سونا نگر بسا تو گیا

●

ہاتھ سے جب کوئی پھسلی ہے خوشی
خود پہ خود کو ہی آ گئی ہے ہنسی

کس سے امیدیں لگائی جائیں
سب یہاں ملتے ہیں باتوں کے دھنی

آگے چل کر بھی اور کیا ہو گا
آج تک تو نہ کسی سے بھی نبھی

یہ تصور کی عنایت ہی تو ہے
ہم کو لگتی ہی نہیں اُن کی کمی

'راز' جیتا ہے کون کس کے لیے
اپنی اپنی ہے یہاں سب کو پڑی

●

موت کا درد ایک لمحہ ہے
زندگی درد عمر بھر کا ہے
زیست کے رنگ ہیں عجیب عجیب
کوئی کیسا ہے کوئی کیسا ہے
آندھیاں روز چلتی رہتی ہیں
جب بھی گرتا ہے شجر گرتا ہے
وعدۂ دوست کا بھروسہ کیا؟
دشمنوں کا ہی عہد پکا ہے
اپنا غم اپنے ہی دل میں رکھیے
کہہ کے احباب سے ملنا کیا ہے
لوگ دیتے ہیں تسلی سن لو
اس سے بنتا نہ کچھ بگڑتا ہے
'راز' اپنوں کی کچھ کمی بھی نہیں
پھر بھی انسان کتنا تنہا ہے

•

غموں کی بھیڑ سے ہنس ہنس کے گزر جاتا ہوں
پر کہیں زندگی مل جائے تو مر جاتا ہوں

میں پیار کو ہی میری زندگی سمجھتا تھا
پیار سے اب کوئی ملتا ہے تو ڈر جاتا ہوں

وقتِ رخصت میری آنکھوں کے منجمد آنسو
میں دے کے تجھ کو یہ نایاب گہر جاتا ہوں

جاگ کر راتوں کو دن جیسا بنا ڈالا ہے
تیری گلی کی طرف شام و سحر جاتا ہوں

ہونے لگتی ہے مجھے تیری کمی جب محسوس
میں دل میں ماضی کے زینے سے اُتر جاتا ہوں

میں رازِ رسموں رواجوں سے نہیں ہوں واقف
جو بھی دل میں میرے آتا ہے وہ کر جاتا ہوں

●

جب بھی وہ مہ جبیں نہیں آتا
چین دل کو کہیں نہیں آتا

پہلے سب پر یقین کرتے تھے
اب کسی پر یقیں نہیں آتا

وقت جب ساتھ چھوڑ جاتا ہے
پھر کوئی نازنیں نہیں آتا

جہاں جس کی ہو ضرورت وہ شخص
جان کر پھر وہیں نہیں آتا

تم کو دنیا یہ لوٹ لے گی 'راز'
تم کو کہنا نہیں ، نہیں آتا

●

محبت زندگی کی ابتداء ہے
محبت رنج و غم کی انتہا ہے
محبت کی دوا کوئی نہیں ہے
محبت ہی محبت کی دوا ہے
محبت بے سبب سی بے خودی ہے
یہ ایک چڑھتا' اترتا سا نشہ ہے
محبت سے چمک جاتا ہے چہرہ
محبت روگ صحت یافتہ ہے
محبت کی نہیں تو کر کے دیکھو
بتائیں کیا کہ اس میں کیا مزہ ہے
محبت تو کبھی نہ ختم ہو گی
محبت 'راز' ایسا سلسلہ ہے

●

یہ محبت کی مجھے انتہا سی لگتی ہے
خود اپنے عشق میں مجھ کو ہی کمی لگتی ہے

تو جو کہتا ہے، میں سمجھوں یا نہ سمجھوں لیکن
ہر ایک بات تیری مجھ کو بھلی لگتی ہے

کوئی رشتہ نہیں اس سے، وہ پھر بھی میرا ہے
جانے دنیا کو یہ کیوں بات بُری لگتی ہے

درد دیتا ہے تو اس میں بھی مزہ آتا ہے
غم ہو اس کا تو مجھے وہ بھی خوشی لگتی ہے

ایک معمہ ہے وہ، سمجھیں تو اسے کیا سمجھیں
'راز' اپنی وہ کبھی، غیر کبھی لگتی ہے

●

اپنا آپ گنواتا ہے جو' کیا سے کیا بن جاتا ہے
ایک ایک بوند برس کر بادل اک دریا بن جاتا ہے

عشق جسے ہو جائے اس کی سوچ سمجھ کھو جاتی ہے
ایک ہی دھن میں جیتا ہے وہ' پاگل سا بن جاتا ہے

نفرت بھی گر ملے تو اپنی پیار کی جھولی میں بھر لو
پھر بیگانہ بھی جو ہو گا' وہ اپنا بن جاتا ہے

شہر میں ایسی دہشت ہے' سب آنکھ کھول کر سوتے ہیں
آج کی دنیا میں سونا بھی اک سپنا بن جاتا ہے

'راز' جہاں میں جس کو دیکھو' محو ہے اپنے مطلب میں
جب تک ہوتا ہے مطلب' انساں اچھا بن جاتا ہے

●

نام کو اچھی مگر ناکام ہے یہ زندگی
سانس کیا لینے کا ہی بس نام ہے یہ زندگی؟
جگمگاتی محفلیں ، رنگینیاں ، رعنائیاں
موت ہے جس کی سحر، وہ شام ہے یہ زندگی
پیار مل جاتا تو ہے دنیا کے اس بازار میں
پیار کو پانے کا لیکن دام ہے یہ زندگی
رونا دھونا ، ہنسنا ، گانا ، عمر بھر جدوجہد
کس گناہِ پاک کا انجام ہے یہ زندگی
پیدا ہونے سے بھی پہلے ہے مقدر وقتِ موت
یوں لگے ہے، موت کا پیغام ہے یہ زندگی
عمر بھر گھٹ کے بھی نکھری سی رہتی ہے یہ 'راز'
جانے پھر بھی کیوں بڑی بدنام ہے یہ زندگی

●

کبھی گزری ہے غم بن کر، کبھی بن کر خوشی گزری
یہ کتنے مرحلوں سے کیسے، کیسے زندگی گزری
کبھی سب کھو دیا جیسے، کبھی سب پا لیا جیسے
نہ جانے کتنے امکانوں سے یہ بچتی ہوئی گزری
دلِ حیراں کا وہ منظر بھی تھا کچھ دیکھنے قابل
ہمارے دل سے ہو کر جب تمہاری بے رخی گزری
خدا کی ہو گئی محسوس پھر موجودگی اس کو
جبینوں کی حدوں سے جب کسی کی بندگی گزری
تھے تم تو غم تھے، امیدیں تھیں، آنسو تھے، دعائیں تھیں
تمہارے بعد تو یہ زندگی کچھ خشک سی گزری
وہاں غم جھومتے ہنستے ہوئے آئے نظر ہم کو
جہاں پر 'راز' میخانوں سے ہو کر میکشی گزری

●

سب فرشتے تھے جہاں میں، پارسا کوئی نہ تھا
شکل سب کی تھی خدا جیسی، خدا کوئی نہ تھا

ہم سفر کتنے تھے، منزل پر لگا ہم کو پتہ
ساتھ اپنے تو وہاں اپنے سوا کوئی نہ تھا

بیکراں سا ایک سمندر تھا، قیامت کی تھی بھیڑ
ساری کشتی چھان ماری، ناخدا کوئی نہ تھا

قتلِ دل کے وقت راہِ زندگی میں چپ تھے سب
دیکھنے والوں میں یوں تو بے صدا کوئی نہ تھا

جس سے کچھ پوچھا وہی اپنی صفائی دے گیا
جھوٹ ہر سچ میں ملا تھا بے خطا کوئی نہ تھا

دوسروں کی 'راز' جب مجبوریاں آئیں سمجھ
تب لگا ہم کو پتہ ہم سے برا کوئی نہ تھا

●

اشک آنکھوں میں نہ جانے کہاں سے آتے ہیں
کوئی بھی ہوتا ہے موسم یہ برس جاتے ہیں

درد سینے میں جو اٹھتا ہے وہ اٹھتا کیوں ہے
کوئی احساس ہے جس کا گلا دباتے ہیں

ذہن چھل جاتا ہے پر زخمِ دل نہیں دکھتا
عادتاً لوگ یہاں رنج و غم چھپاتے ہیں

پہلے کھو دیتے ہیں پھر ڈھونڈنے نکلتے ہیں
یاد کیوں آتے ہیں اکثر جنہیں بھلاتے ہیں

'راز' غم اپنا کسی سے جو کہہ نہیں پاتے
وہ نہ ہنستے ہیں، نہ روتے ہیں، مسکراتے ہیں

●

اب دلوں کا ہی بھروسہ ہے کہاں
پیار ہوتا ہے تو ہوتا ہے کہاں

اب جو بچھڑیں بھی محبت والے
کوئی دامن کو بھگوتا ہے کہاں

پھول ہی لوگ اُگاتے ہیں سبھی
یوں تو کانٹے کوئی بوتا ہے کہاں

دے کے دکھ چین کسے ملتا ہے
کسی ظالم نے یہ سوچا ہے کہاں

'راز' اُلفت نہیں ' نفرت ہی سہی
اُن سے رشتہ ابھی ٹوٹا ہے کہاں

●

تیری یادوں کی محفل سجاتے رہے
ہجر کی شمعیں شب بھر جلاتے رہے
ہم نے اشکوں کو گرنے دیا نہ کبھی
غم اٹھاتے رہے مسکراتے رہے
میکدے میں تیرا ذکر جب چھڑ گیا
خم کے خم پی گئے لڑکھڑاتے رہے
تو نہیں تھا مگر تیرا غم ساتھ تھا
ہم وفاؤں کی رسمیں نبھاتے رہے
ہم نے سوچا بہت' کچھ نہ سوچیں مگر
جانے کتنے خیال آتے جاتے رہے
دردِ دل کی خلش نے نہ سونے دیا
رات بھر 'راز' خود کو بلاتے رہے

●

کیا کہیں، کیسے تجھے یاد کیا کرتے ہیں
اشک گر گر تیری خوشیوں کی دعا کرتے ہیں
جب دریچوں سے ہوا روتی ہوئی آتی ہے
شب کے سناٹے میں ہم آہیں بھرا کرتے ہیں
ہم سفر کوئی ضروری ہی نہیں ہے اب تو
ہم جہاں جاتے ہیں غم ساتھ ہوا کرتے ہیں
اس کو ہم سے گلے، شکوے، شکایتیں ہیں بہت
خود ہی اپنی کوئی تجویز سزا کرتے ہیں
جن کو سولی پہ چڑھا دیتے ہیں مذہب والے
تاقیامت وہی انسان جیا کرتے ہیں
مل ہی جانا ہے ہر ایک شئے کو اگر مٹی میں
کیوں زمیں کے لیے پھر ملک لڑا کرتے ہیں
کسی وعدے یا عہد کے نہیں محتاج ہیں ہم
بے وفاؤں سے بھی ہم رازؔ وفا کرتے ہیں

دوستو میری قسم ہرگز نہ رونا میرے بعد
اور مل ہی جائے گا کوئی کھلونا میرے بعد
محفلیں بجتی رہیں گی، کیسے دیکھو گے مگر
ہر تڑپتے شعر پر پلکیں بھگونا میرے بعد
جب کبھی موقع ہو، سارے دوست مل بیٹھیں کہیں
بزم میں میرا بھی رکھنا ایک کونا، میرے بعد
کون اب ہو گا کہاں اور میں کہاں سے آؤں گا
سوچنا کیا ہے میرا ہونا نہ ہونا، میرے بعد
مہربانو، آشناؤ، کرم فرما دوستو
یاد تم کر کے مجھے مت رونا دھونا میرے بعد
آنسوؤں سے میں جو مٹی سینچ کر جاؤں گا راز
اس میں کچھ اخلاص کے تم بیج بونا میرے بعد

● قطعات

●

سچ کہوں کچھ دیویاں اچھی لگیں
اپنے پیشے سے بہت سچی لگیں
جھانک کر دیکھا جب ان کے دل میں راز
رو پڑیں اپنی ہی بچی سی لگیں

●

جب تلک آپ کو دیکھا ہی نہ تھا
کیا محبت ہے، یہ پتہ ہی نہ تھا
وصل کے بعد ہی سمجھ پایا
وصل تو کوئی مدعا ہی نہ تھا

●

کوئی کچھ کہتا رہے، کچھ بھی نہیں کہتے ہیں ہم
جھوٹ بھی لوگوں کا اب بے رنج وغم سہتے ہیں ہم
لوگ تو دے کر دغا بھی خوش نہیں رہتے مگر
ہنس کے کھاتے ہیں دغا اور رو کے خوش رہتے ہیں ہم

●

بے رخی سے ٹوٹتے رہتے ہیں' اپنے گھر یہاں
دیکھتے ہیں' کچھ نہیں کرتے زمین و آسماں
ایک کھنڈر ہے اب کہا کرتے تھے دونوں گھر جسے
بس بچی ہے ضبط کی دیوار اپنے درمیاں

●

جو بھی کچھ کر سکتے تھے وہ کیا مگر
سب کچھ کر کے بھی کچھ بھی نہ ہاتھ لگا
تنہا چلتے رہے مگر کیا جانے کیوں
کوئی نہیں تھا' پھر بھی کوئی ساتھ لگا

●

اپنا ' اپنا خیال ہوتا ہے
کیوں کسی کو ملال ہوتا ہے
سب کو لگتا ہے بس وہی ہے صحیح
ذہن بھی کیا کمال ہوتا ہے

●

زندگی ایک فضیحت ہے آدمی کے لیے
پھر بھی انساں ہے کہ مرتا ہے زندگی کے لیے
شوق پھولوں کا خیالوں کو گدگداتا ہے
عمر بھر چلتا ہے کانٹوں پہ وہ خوشی کے لیے

●

بڑی مشکل سے ملتا ہے حقیقت جو سمجھ پائے
سمجھ جاؤ گے تم دنیا اگر خود کو سمجھ پائے
زمانے سے یہ امیدیں یہ امیدوں پہ ناکامی
یہی خواہش ہے سب کی، ہم کو کوئی تو سمجھ پائے

●

جب بھی راہوں میں کہیں سنگ نظر آتے ہیں
عجب سے جینے کے کچھ ڈھنگ نظر آتے ہیں
رازؔ جب ڈوبنے لگتا ہے شام کا سورج
موت کے مجھ کو کئی رنگ نظر آتے ہیں

●

میں زندگی کو تیرے بعد سوچتا کیسے
کسی خوشی کو تیرے بعد سوچتا کیسے
تو عبادت میں مری اس طرح سے شامل تھا
میں بندگی کو تیرے بعد سوچتا کیسے

●

کیا بتاؤں جو تصور نے تیرے گھاتیں کیں
تو نہیں آیا مگر تجھ سے ملاقاتیں کیں
یا تو وہ سوچ تھی میری، یا کوئی خواب تھا وہ
تو نے کل رات بڑی پیار بھری باتیں کیں

●

پاس نہیں جب ہوتے تب بھی تم سے مخاطب ہوتا ہوں
آنکھوں سے پانی جاتا ہے یا سچ مچ میں روتا ہوں
چلے گئے تم کب سے لیکن اب تک سونی راتوں میں
آدھے سے بھی کم بستر میں سمٹ کر سوتا ہوں

میں کسے کہوں میرا حالِ دل، میرا کوئی تیرے سوا نہیں
جو نہ تو بھی مجھ کو سمجھ سکا، مجھے تجھ سے کوئی گلہ نہیں
سنی میری جس نے بھی داستاں، تیرا نام اس سے نہ چھپ سکا
میری زندگی کی کتاب کا کوئی باب تیرے بنا نہیں

●

ایک لمبی سانس لے کر چپ سبھی ہو جائیں گے
کہہ کے وہ مرضی خدا کی ہاتھ بھی دھو جائیں گے
وہ جو کرتے تھے ہماری عمر بھر نیندیں حرام
جاگتے رہ جائیں گے وہ اور ہم سو جائیں گے

●

زندگی وقت کے ہاتھوں سے پھسل جائے گی
درد کے سانچے میں اک روز یہ ڈھل جائے گی
بڑی کچی سی ہے دیوار یہ ارادوں کی
کسی کے اشکوں سے بھیگی تو پگھل جائے گی

●

کیوں اکیلے میں دل نہیں لگتا
کیا ہے وہ جس کی کمی ہوتی ہے
کتنی آوازیں تو آتی ہیں مگر
اپنی آواز رکی ہوتی ہے

●

وہ کچھ کہہ کر بھی کچھ کہتا نہیں اور کہہ بھی جاتا ہے
پھر اس سے باتوں باتوں میں الجھ جاتا ہوں میں اکثر
زیادہ تر مجھے باتیں سمجھ آتی نہیں اس کی
مگر خاموشیاں اس کی سمجھ جاتا ہوں میں اکثر

●

زندگی کو جو سمجھتا کوئی
ایک پل بھی وہ جی نہیں پاتا
جب تلک ہے سراب اچھا ہے
کوئی دریا کو پی نہیں پاتا

●

اب تیری یاد میں تجھ کو بھی بھلا رکھا ہے
ایک عالم ہی عجب میں نے بنا رکھا ہے
تو ملے یا نہ ملے اب یہ مجھے فکر نہیں
تیری تصویر کو آنکھوں میں بسا رکھا ہے

●

جو لے رہے ہو مزہ آج ستا کر ہم کو
کیسے لے پاؤ گے جس روز ہم نہیں ہوں گے
چھوڑ کر جاؤ مگر' جب بھی ادھر لوٹو گے
تم نے چھوڑا ہے جہاں ہم کو وہیں ہوں گے

●

زندگی کو جو سمجھ لیتا ہے
موت سے پھر کہاں وہ ڈرتا ہے
ایک ہی بار سب کو مرنا ہے
راز دو بار کون مرتا ہے

●

زمین گھوم رہی تھی یا آسماں گھوما
کہاں کہاں یہ زمانے کا کارواں گھوما
ہم مقدر کا ستارا نہیں سمجھ پائے
کدھر سے نکلا، کدھر کو گیا، کہاں گھوما

●

مجھ کو کیا کام ہے اب ہجر میں فریادوں سے
دل کا ویرانہ ہے آباد تیری یادوں سے
عشق کا ایک ہی انجام ہوا کرتا ہے
پوچھ کر دیکھو کبھی عشق کے بربادوں سے

●

کہوں کیسے، جو کہنا چاہتا ہوں
میں خود سے دور رہنا چاہتا ہوں
کچھ آئے عقل میرے دل کو شاید
میں کچھ صدمات سہنا چاہتا ہوں

●

وہ شجر، پھولوں، پھلوں سے جو بھرے رہتے ہیں
کتنا تیزاب جڑوں میں وہ لیے رہتے ہیں
خزاں کے پیڑ کی مانند ہے وجود اپنا
ہمارے سینے میں سب زخم ہرے رہتے ہیں

●

مانا کہ اس سے رشتے سبھی ٹوٹ چکے ہیں
ایک یاد کا رشتہ ہے جو ٹوٹا نہیں ابھی
وہ زخم تو بازار کے مرہم سے بھر گیا
پر درد دل کے داغ سے چھوٹا نہیں ابھی

●

کون ہے اپنا ، پرایا کون ہے
بھیڑ میں ہے کس کا سایہ کون ہے
ساتھ اپنے کیسے جائے کوئی راز
یہ تو سوچو ، ساتھ آیا کون ہے

●

اکثر وہی پرانی یادیں ہوتی ہیں
سوچ سوچ کے جن کو دل ہی دکھتا ہے
کیوں تنہائی ڈھونڈتے رہتے ہو تم راز
خود سے باتیں کر کے بھی کیا ملتا ہے

●

ایسے تم آ کے چلے جاتے ہو گھر سے میرے
ڈال جائے کوئی تالاب میں کنکر جیسے
نقشِ پا دیکھتا رہتا ہوں تمہارے گھنٹوں
بن کے رہ جاتی ہیں آنکھیں مری پتھر جیسے

●

اشک جن چہروں پہ سوکھیں گے وہ کیا نکھریں گے
ڈوب جائیں گے جو دل غم میں وہ کیا اُبھریں گے
آنکھ کھل جاتی ہے ہر خواب ٹوٹ جاتا ہے
مَرے تو آنکھ کھُلے گی نہ خواب بکھریں گے

●

پھول ہنستے ہیں، نکھرتے ہیں، پھر بکھرتے ہیں
لوگ جینے کے لیے کس طرح سے مرتے ہیں
بہار ہے کہ دغا دے کے چلی جاتی ہے
لوگ کیوں نام خزاں کا خراب کرتے ہیں

●

جب بھی آنچل کسی شانے سے سرک جاتا ہے
دل کسی وادیٔ رنگیں میں بھٹک جاتا ہے
ریت کے ذرے کو جب چھوتی ہے سورج کی کرن
ایک پل کو ہی سہی، ذرہ چمک جاتا ہے

●

نکل جاؤ بچا کر آنکھ جس سے دل نہیں ملتا
جھگڑ کے، لڑ کے دنیا سے کوئی حاصل [illegible]
[illegible]
[illegible]

●

وقت جس دن موت بن کر آئے گا
زیست کا ہر مسئلہ سلجھائے گا
وہ نظر آئے گا جو دکھتا نہیں
اور جو دکھتا ہے وہ چھپ جائے گا

●

جدا ہو کے تم سے میں رویا نہیں ہوں
مگر ایک مدت سے سویا نہیں ہوں
نہیں تو تو کیا ' تیری یادوں کے صدقے
میں خود کھو گیا ' تجھ کو کھویا نہیں ہوں

●

کوئی آسان نہیں ترکِ تعلق کرنا
کچھ ندامت کے عجب سے خیال آتے ہیں
کیوں ہوا ' کیسے ہوا ' کس کی خطا تھی آخر
ذہن میں ایسے ہزاروں سوال آتے ہیں

●

زخم کوئی نہ کوئی سی رہے ہیں ہم سب لوگ
اپنی یادوں کا زہر پی رہے ہیں ہم سب لوگ
زندگی زیست کا انجام نہیں ہو سکتی
اپنی ہی موت کو بس جی رہے ہیں ہم سب لوگ

●

کیا بتاؤں جو تصور نے تیرے گھاتیں کیں
تو نہیں آیا مگر تجھ سے ملاقاتیں کیں
یا تو وہ سوچ تھی میری یا کوئی خواب تھا وہ
تو نے کل رات بڑی پیار بھری باتیں کیں

●

کوئی الزام لگاؤ جو محبت ہے تمہیں
گر شکایت ہی نہیں ہے تو محبت کیا ہے
تم کرو گے نہیں تکرار تو پھر کیا جانو
بعد جھگڑے کے گلے لگنے کی لذت کیا ہے

●

درد اچھا نہ سہی' درد سے اچھا کیا ہے
غم کو سہنے کا کوئی اور طریقہ کیا ہے
کتنے ناکام سے احساس ہیں' اک یہ بھی سہی
درد ہوتا ہے تو ہونے سے بھی ہوتا کیا ہے

●

بندھ رہا تھا جب وہ رشتہ بات ہی کچھ اور تھی
اب وہ رشتہ بن چکا تو بات ہی کچھ اور ہے
مستقل کوئی بھی رشتہ آج کل ممکن نہیں
نت نئے رشتے بدلنے کا نیا یہ دور ہے

●

پڑھ لکھ کے اس دماغ پر تالا سا پڑ گیا
خود میری اپنی سوچ نہ جانے کدھر گئی
جب دم سا مرا گھٹنے لگا اپنے آپ میں
جینے کے لیے کام بہت آئی شاعری

●

پیار ہو جائے تو یہ زیست بدل جاتی ہے
جیسے پانی میں کوئی شمع سی جل جاتی ہے
پیار میں موت کا چہرہ بھی بدل جاتا ہے
زندگی جیسے طلاطم میں سنبھل جاتی ہے

●

ایک غم کی لہر جیسے کہ سر سے گزر گئی
دل ڈوب گیا آنکھ بھی اشکوں سے بھر گئی
ایک دوست نے عجیب سی اک چال چلی تھی
اس چال سے پر زندگی میری سنور گئی

•

جو زہر آج پینے والے تھے وہ چلو اب نہیں پیا جائے
یہ گریباں یہ چاک دامن بھی چپکے چپکے سے سی لیا جائے
منتظر موت کے تھے ہم کب سے آپ سے مل کے لگ رہا ہے 'راز'
زندگی تلخ ہی سہی لیکن اس کو ایک بار پھر جیا جائے

•

مجھ کو دنیا نے تو بس تھوڑا سا ناشاد کیا
دل کو جتنا کیا خود میں نے ہی برباد کیا
لوگ آئے یہاں، ٹھہرے بھی مگر رک نہ سکے
گھر کو جب بھی کیا مہمانوں سے آباد کیا

●

دوست بنتے ہیں بدلتے ہیں، بچھڑ جاتے ہیں
اور دے جاتے ہیں غم بانٹنے جو آتے ہیں
جی نہیں پاتے ہیں کچھ دن بھی ساتھ ساتھ وہ 'راز'
وہ ساتھ ساتھ جو مرنے کی قسم کھاتے ہیں

●

جن پتنگوں کو اُڑانے میں مزہ آتا ہے
جب وہ کٹتی ہیں تو دل درد سے بھر جاتا ہے
'راز' قدرت کا ہمیشہ سے ہے دستور یہی
غم جسے ملنا ہے پہلے وہ خوشی پاتا ہے

●

شرابِ اشک ضبط و صبر کے جام
اور پینے کو رہ گیا کیا ہے
بس بچی ہے تو موت کی اُمید
ورنہ جینے کو رہ گیا کیا ہے

● متفرق اشعار

●

دِیا جلائے باتی کو، باتی تیل جلائے
تیل ختم ہو جائے تو باتی بھی جل جائے

●

اپنی باتوں پہ بھی اب تو یقیں نہیں ہوتا
میں اپنے جھوٹ کو اب خود بھی سچ سمجھتا ہوں

●

چلو اس راہ پر جس میں کوئی منزل نہیں ہوتی
مزہ تو تب ہے منزل ڈھونڈتی آئے مسافر کو

●

کچھ عجوبے تو عجوبوں سے بھی عجیب لگے
جو ہم سے دور گئے تھے وہی قریب لگے

●

اس شخص میں کچھ بات تو ایسی ضرور ہے
جو بات سمجھ کر بھی سمجھ میں نہیں آتی

●

بے حسی دل کی اک ایسی حد تک پہنچی ہے 'راز'
وہ بلاتا بھی ہے مجھ کو اور میں جاتا نہیں

●

میں تو کچھ لمحوں کو بھٹکا تھا مگر
آ دبوچا کتنی صدیوں نے مجھے

●

یہ میرے ہر طرف جتنا زمانے بھر کا کیچڑ ہے
کنول کے پھول کی طرح میں اس میں رہ بھی سکتا ہوں

●

زندگی سمجھی نہ مجھ کو' میں نہ سمجھا زندگی
زندگی بھر' زندگی کو دیکھ کر روتا رہا

●

تصور لطف دیتا ہے' صداقت درد دیتی ہے
حقیقت ہے یہی' ہر ایک حقیقت درد دیتی ہے

●

انسان پھونک' پھونک کر رکھتا ہے دو قدم
میلوں یوں ہی اڑتے ہیں پرندوں کا جگر ہے

●

یہ زندگی جواب ہی دیتی نہیں مجھے
میں 'راز' کس سے پوچھوں کہاں جا رہا ہوں میں

●

اس وسعتِ دیار میں ہے کیا میرا وجود
کچھ لوگوں سے کچھ رشتے ہیں زندہ ہوں میں جب تک

●

اچھا ہے تم سے مستقل رشتہ نہیں بندھا
ورنہ جو آج ہے، وہ محبت نہیں ہوتی

●

کچھ جگنوؤں کو دیکھ کے ہم نے سمجھ لیا
جگنو کے اُجالے سے اندھیرا نہیں مٹتا

●

عمر بھر بس یہی کمزوری رہی ہے ہم میں
سچ نہ غیروں سے، نہ اپنوں سے جھوٹ بول سکے

●

کس طرح سے تم جلا پاؤ گے اب دل کو میرے
راکھ کے اس ڈھیر میں اب آگ لگ سکتی نہیں

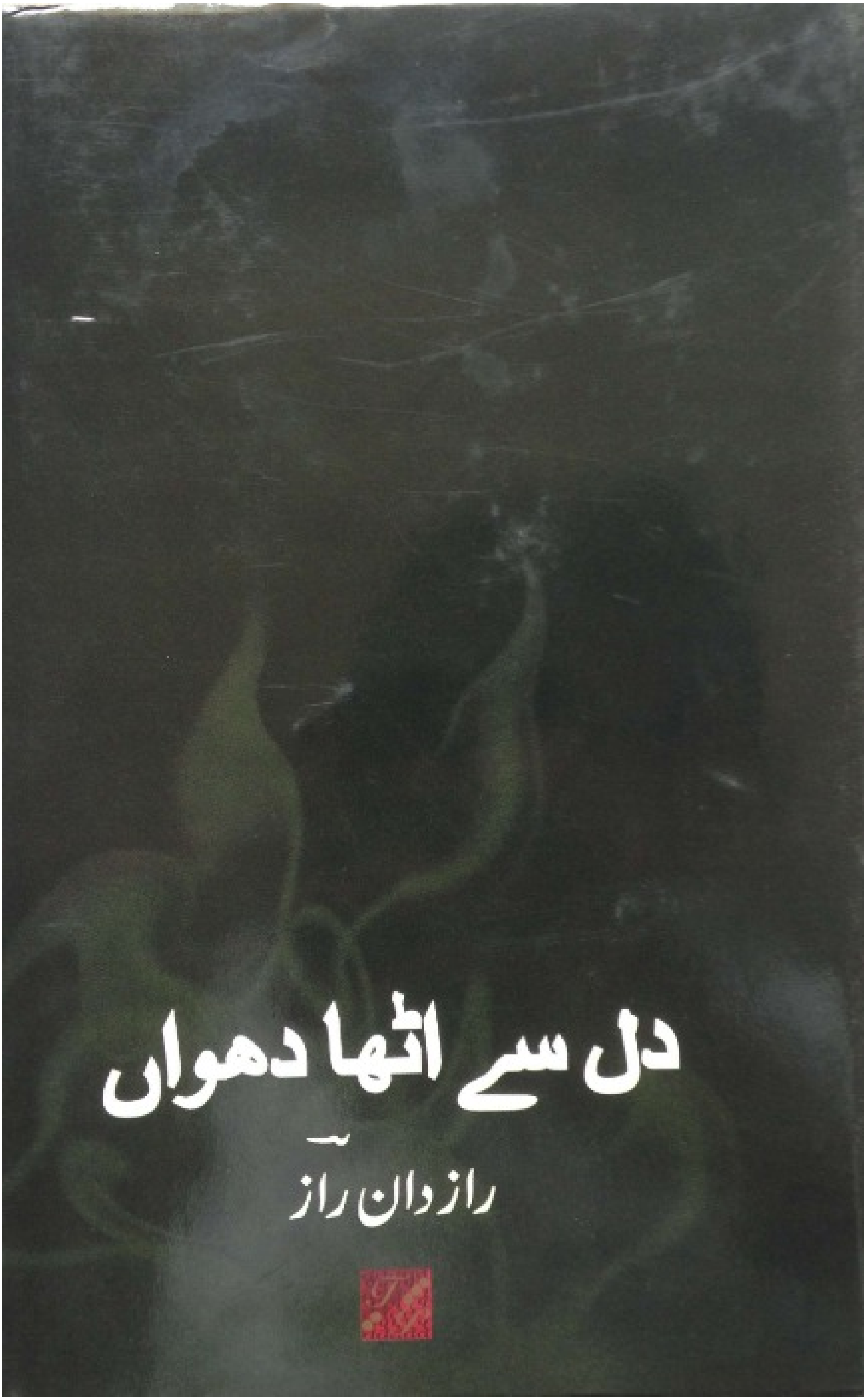

دل سے اٹھا دھواں

رازدان راز